عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۲۶/رجب تا ۳/شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۸/ستمبر ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۳۳

قیمت: ۷ روپے

"محمد رسول اللہ" کا قادیانی تصور

اسلام کا پیغامِ اتحاد

انسانی فطرت

خدا پر مکمل بھروسہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

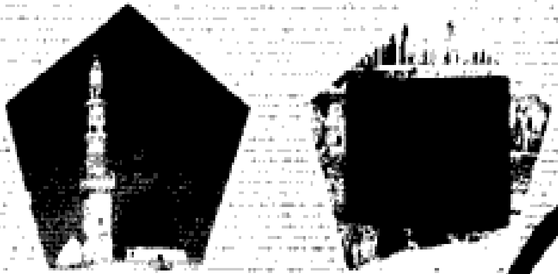

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ

آپ کے مسائل

نظر لگنے کی کیا حیثیت ہے؟

س:...... ہمارے معاشرے میں یا یوں کہیے کہ ہمارے بڑے بوڑھے "نظر ہونے یا نظر لگنے" کے بہت قائل ہیں، خاص طور سے چھوٹے بچوں کے لئے بہت کہا جاتا ہے (خصوصاً اگر وہ دودھ نہ پئے یا کچھ طبیعت خراب ہو وغیرہ) کہ بچے کو نظر لگ گئی ہے، پھر باقاعدہ نظر اتاری جاتی ہے۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں کہ اسلامی معاشرہ میں اس کی کیا توجیہ ہے؟

ج:...... نظر لگنا برحق ہے، اور اس کا اتارنا جائز ہے، بشرطیکہ اتارنے کا طریقہ خلاف شریعت نہ ہو۔

امانت میں ناجائز تصرف پر تاوان:

س:...... میں نے اپنے ایک دوست محمد حلیم صاحب کو اپنے سالے کے ۳۰ ہزار روپے مضاربت کے لئے دینا چاہے جب میں ان کے پاس گیا تو وہ نہیں تھے ان کے بھائی محمد اسلم صاحب کو میں نے وہ روپے دیئے کہ بھائی کو دے دیں۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور محمد اسلم نے وہ روپے بجائے بھائی کے اس کو دے دیئے وہ آدمی ابھی تک نہیں آیا کیونکہ وہ ٹھگ تھا۔ کیا ان روپوں کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا؟

ج:...... یہ رقم محمد اسلم کے پاس امانت بن گئی، جس میں اس نے ناجائز تصرف کر کے دوسرے شخص کو دے دی، لہٰذا اس رقم کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا۔

امانت رکھی ہوئی رقم کا کیا کروں؟

س:...... میں کچھ عرصے سے ایک الجھن میں ہوں آپ اس کا حل بتا کر ممنون احسان کر دیں، میں کم پڑھا لکھا ہوں میں جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس کا لب لباب نکال کر بہت جلد میری پریشانی دور فرما دیں۔ ۹/ فروری ۱۹۷۹ء کو ایک شخص مجھ کو ڈھیر ساری رقم بطور امانت دے گیا، ۱۹۸۲ء کو میرے حالات اچانک بدل گئے حتیٰ کہ میں دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھانے کو بھی محتاج ہو گیا۔ کاروبار میں نقصان ہوا سب کچھ ختم ہو گیا۔ اب میرے خیالوں میں امانت کی ڈھیر ساری رقم محفوظ تھی جسے اپنے ذاتی کاروبار میں لا کر پھر کفالت کے قابل ہونا چاہتا تھا مگر پھر فوراً اپنا ارادہ اس خیال کی بنا پر بدل دیا کہ امانت میں خیانت ہوگی اور امانت میں خیانت کرنے والا بھی نہیں بخشا جائے گا، دنیا میں بھی سزا ملے گی اس سے بہتر ہے بھوکا مرجانا، پھر میں اس آدمی کے پاس جاتا ہوں تاکہ اس کی امانت اسے لوٹا دوں تاکہ ہمارے خیالات برے نہ ہوں یا پھر اس سے اجازت لے کر تھوڑی سی رقم بطور قرض حاصل کروں گھر سے چل نکلا چونکہ وہ میرے گھر سے کافی فاصلے پر رہتا تھا یعنی دوسرے علاقے میں وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ کچھ یوم قبل ہارٹ اٹیک ہونے سے فوت ہو گیا ہے اور اس کا دنیا میں کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے ماں، باپ، بہن بھائی کوئی بھی نہیں۔ ایسے میں، میں اس رقم کا کیا کروں؟ شرعی احکام کی بنا پر ارشاد فرمائیں احسان عظیم ہوگا۔

ج:...... جس کا نہ ہو اس کا ترکہ بیت المال میں داخل ہوتا ہے، آپ چونکہ خود مستحق ہیں اس کو خود بھی رکھ سکتے ہیں اگر کوئی وارث نکل آیا تو اس کو دے دیجئے۔

کیا مقروض آدمی سے قرض دینے والا کوئی کام لے سکتا ہے؟

س:...... انسان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے بغیر گزارہ نہیں کر سکتا خاص کر بھائی، بہنوں، رشتہ داروں اور دوست احباب کے بغیر، اب انہیں قرض دینے کے بعد بحالت مجبوری ان سے کوئی کام لے سکتے ہیں یا یہ سود ہوگا۔ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ کسی کو قرض دینے کے بعد دھوپ میں اس کے گھر کے سائے سے بچ کر گزرے اور فرمایا کہ یہ سود تھا۔ لیکن ہم درج بالا لوگوں کے بغیر کیسے گزارہ کریں؟

ج:...... اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے جو کام قرض دیئے بغیر بھی لے سکتے ہیں ایسا کام لینا سود نہیں اور اگر یہ کام قرض کی وجہ ہی سے لیا ہے تو یہ بھی ایک طرح کا سود ہے، بزرگ کے جس قصہ کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے وہ بزرگ ہمارے امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ مگر ان کا یہ عمل تقویٰ پر تھا فتویٰ پر نہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۴ شمارہ:۳۳ ۲۶/رجب تا ۳/شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۸/ستمبر ۲۰۰۵ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد سعید اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا بشیر احمد

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا سعید احمد جلالپوری

صاحبزادہ طارق محمود

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد

قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و ترئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

	(اداریہ)	4
خدا پر مکمل بھروسہ	(مولانا محمد الحسینیؒ)	6
اسلام کا پیغام اتحاد	(مولانا عمران اللہ قاسمی)	8
انسانی فطرت	(انیس احمد)	12
عرش کے سائے میں	(مولانا کلیم اللہ قاسمی)	17
محمد رسول اللہ کا قادیانی تصور	(مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	20
عالمی خبروں پر ایک نظر		22

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۴۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری   طابع: سید شاہد حسن   مطبع: القادر پرنٹنگ پریس   مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷/ستمبر......قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی تاریخ میں ایک یادگار دن کی حیثیت سے یاد رکھا جائے گا' اس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے تاریخی فیصلہ دیتے ہوئے اعلان کیا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور اس سلسلے میں آئین میں ترمیم منظور کی۔ اس بل کی منظوری سے قبل اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے ۶/ستمبر کو ایک بیان دیا' اس کے بعد قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے درج ذیل بل منظور کیا' جو وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کیا:

"آئین پاکستان میں ترمیم کے لئے ایک بل: ہرگاہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

۱:......مختصر عنوان اور آغاز نفاذ:

(۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔ (۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲:......آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں' جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

۳:......آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم:

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی' یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے' وہ آئین' قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض ووجوہ:

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے' اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔"

عقیدۂ ختم نبوت اتنا حساس اور مسلمانوں کے لئے اہم عقیدہ ہے کہ اس سلسلے میں امت نے کبھی بھی کسی قسم کی غفلت یا اس عقیدہ میں معمولی سی کوتاہی یا فروگزاشت کے تصور تک اپنے اوپر طاری ہونے نہیں دیا' اس بنا پر امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر یہ واضح کر دیا کہ اسلام میں اب نبوت و رسالت کا تصور تک ممکن نہیں۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے قتل کا حکم صادر فرمایا جبکہ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف اسلام کی پوری قوت یہاں تک کہ علمی میراث کے حاملین مفسرین' محدثین اور قرأ حفاظ تک کو لشکر اسلام کے ساتھ روانہ کر دیا تاکہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ممکن ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات میں اتنے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شہید نہیں ہوئے جتنے صحابہ کرامؓ ‘اصحاب بدر‘مفسرین‘محدثین‘قرأ‘حفاظ نے تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک مبلغ‘ رہنما‘ ردعیسائیت کے مناظر ہونے کے دعاوی کے بعد جب مہدی‘ مسیح موعود‘ ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا‘ تو علماً لدھیانہ میں تشویش کے آثار پیدا ہوئے اور انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی سے بات چیت کا آغاز کیا‘ اس سے قبل ۱۸۸۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حامی علماً مولوی محمد حسین بٹالوی اور دیگر نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اس قسم کی نصیحتوں سے منع کیا تھا۔ مگر غلام احمد قادیانی کی طرف سے ان نصیحتوں اور علماً لدھیانہ کی ان مخالفتوں پر اچھا اثر مرتب ہونے کے بجائے غلط اثرات پڑے اور انہوں نے ان علماً کرام کے خلاف محاذ کھول دیا اور اپنی غلط پیشگوئیوں اور جھوٹے دعوؤں میں اضافہ کرتے کرتے اور بقول اپنے فلسفہ کے مراتب میں بڑھتے بڑھتے مجدد‘ ملہم من اللہ‘ مہدی‘ مسیح موعود‘ ظلی‘ بروزی نبی سے ہوتے ہوئے نعوذ باللہ عین محمد اور پھر نعوذ باللہ محمد سے بھی بڑھ گئے اور مخالفین کے لئے اعلان کر دیا کہ: ”جو ان کے ان دعوؤں کو تسلیم کرکے ان پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ملکہ پکا کافر اور جنگل کے خنزیر اور کنجریوں اور کتیوں کی اولاد ہیں۔“ (نعوذ باللہ)۔ ان عبارات کی روشنی میں علماً لدھیانہ نے فتویٰ مرتب کرکے دار العلوم دیوبند ارسال کیا اور علمائے دیوبند نے ایسے عقائد کے حاملین پر کفر کی مہر تصدیق ثبت کی‘ اہل حدیث اور بریلوی مکاتب فکر کے تمام مستند علماً کرام نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں کو کافر قرار دیا۔ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ: ”جو حق پر ہوگا اس کے سامنے جھوٹا موت کا شکار ہوگا“ اور اس سے حقانیت ظاہر ہو جائے گی۔ یہ چیلنج مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا عبدالحق غزنویؒ کو دیا اور خود ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء میں آنجہانی ہو گیا‘ جبکہ مولانا عبدالحق غزنویؒ مرزا قادیانی کے نو سال بعد اس دنیا سے رخصت ہوئے‘ ان تمام شواہد‘ مباہلوں و مناظروں سے فرار کے باوجود غلام احمد قادیانی کے پیروکار حکیم نور الدین اور مرزا بشیر الدین محمود نے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پرچار جاری رکھا بلکہ واضح طور پر کہا: ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوں گے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص:۳۵)

ادھر انگریز حکومت مرزا قادیانی کی سرپرستی کی وجہ سے علماً کرام کا تشویش میں مبتلا ہونا فطری تقاضا تھا‘ ایک طرف عیسائی پادریوں کی یلغار‘ دوسری طرف قادیانی جماعت کی خلاف اسلام سرگرمیاں‘ تیسری طرف تحریک آزادی کی آڑ میں مسلمانوں کو کچلنے کے تیز ترعمل نے محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے علمی شخصیت کو اضطراب میں مبتلا کر دیا اور وہ بے چین ہو کر دربار الٰہی میں سجدہ ریز ہو گئے۔ چھ ماہ مسلسل ساری ساری رات جاگ کر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور قادیانیت سے امت مسلمہ کو بچانے کے لئے دعاؤں کے ساتھ طریقہ کار ودیعت کرنے کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے چھ ماہ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے خوشخبری عطا فرما دی کہ علماً امت انشاء اللہ اس فتنہ کی سرکوبی میں سرخرو ہوں گے۔ اس پر حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۰ء میں پانچ سو علماً کرام کو جمع کیا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت کا لقب دے کر رد قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داری سونپی اور پانچ سو علماً کرام کو حکم دیا کہ وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ مجلس احرار اسلام‘ تحریک آزادی کی جدوجہد میں میدان عمل میں تھے‘ اس کا شعبہ ختم نبوت قائم کرکے آئینی طور پر قادیانیت کا تعاقب شروع کیا گیا۔ انگریز حکومت نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دیگر علماً کرام کے لئے جیل اور سزاؤں کے دروازے کھول دیئے۔ قادیان میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا۔ شعبہ ختم نبوت کے مبلغین کو مار مار کر نکال دیا گیا۔ غرض ختم نبوت کا کام کرنے والوں پر زندگیاں تنگ کر دی گئیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ پروانے مسلک و مشرب اور فروعی اختلافات سے بالاتر ہو کر متحدہ جدوجہد میں مصروف عمل ہو گئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بریلوی‘ دیوبندی‘ اہل حدیث وغیرہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے دشمنوں کے تمام عزائم خاک میں ملا دیئے۔ تا قیام قیامت انشاء اللہ کاروان ختم نبوت تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دیتا رہے گا۔

۷/ ستمبر کا دن امت مسلمہ کے لئے ایک یادگار اور تاریخی دن قرار پایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ ختم نبوت کی عظمت و سربلندی پوری دنیا پر ظاہر ہوئی‘ اس کامیابی پر پاکستان کا ایک ایک فرد مبارکباد کا مستحق ہے۔ یہ کسی فرد‘ پارٹی یا جماعت کی جیت نہیں اور نہ ہی اس کا کریڈٹ کسی خاص جماعت یا پارٹی کو جاتا ہے۔ یہ عقیدہ ختم نبوت کی کامیابی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سربلندی کی جیت ہے جس کی کامیابی کا ثمرہ ہر مسلمان کو نصیب ہوگا۔

خدا پر مکمل بھروسہ

مولانا محمد الحسینی مرحوم

امتحانات سے گزر کر منزل تک پہنچنا قربانیاں دینا اور زندگی کا استحقاق ثابت کرنا ہر زندہ دل اور باشعور قوم کے لئے ایک ایسی شرط ہے جس کے بغیر وہ دنیا کے نقشہ میں کسی حیثیت سے کوئی اہم اور ممتاز جگہ نہیں بنا سکتی ہے۔

یہ تو ہر قوم کا حال ہے جس میں کسی مذہب نسل اور ملک وطن کی قید نہیں' لیکن امت مسلمہ اس عام قانون پر پوری اترنے کے ساتھ دو چیزوں میں دوسری اقوام سے منفرد اور ممتاز ہے۔

ایک تو یہ کہ اس کی زندگی کے نقشہ میں امتحانات اور مشکلات اور قربانیوں و آزمائشوں کو ایک ایسا تقدس حاصل ہے اور ان قربانیوں کے بارے میں ایسی نعمتیں ملنے والی ہیں کہ جس کے بعد یہ زندگی دشوار اور موت آسان معلوم ہونے لگتی ہے:

'اس نوید جانفزا سے سروبال دوش ہے'

دوسرے یہ کہ ان امتحانات اور آزمائشوں کے پیچھے اسباب وشرائط کا ایک پورا سلسلہ ہے' یہ آزمائشیں اندھے کی لاٹھی نہیں جس میں مجرم اور بے گناہ قابل سزا اور قابل انعام کسی کی تخصیص نہ ہو' نہ یہ ظاہری حالات کا قدرتی نتیجہ ہیں' جن کی کوئی غیر مادی توجیہ ممکن نہ ہو بلکہ یہ ظاہری حالات بھی قدرت الٰہی کے فیصلہ ومشیت کا نتیجہ ہیں' چنانچہ جب کوئی مومن کسی ابتلاء اور آزمائش سے دوچار ہوتا ہے تو اس کو اس کی فکر وجستجو ہوتی ہے کہ اس ابتلاء ومصیبت کا حقیقی سبب کیا ہے؟ اور اس کو دور کرنے کی کیا تدبیر ہے؟

جہاں تک ان قربانیوں کے تقدس و رفعت...... اور ان عظیم وعدوں کا تعلق ہے جو مسلمانوں سے اس ضمن میں کئے گئے ہیں' قرآن وحدیث میں جگہ جگہ بہت خاص انداز میں اس کا ذکر ہے' بار بار مختلف اسالیب اور مختلف پیرایوں میں اس کو دہرایا گیا ہے' چنانچہ اہل ایمان کے لئے صاف ارشاد خداوندی ہے:

"اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین سے بشارت سنا دیجئے جن کی یہ عادت ہے کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں' اور ہم سب دنیا سے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں ان لوگوں پر خاص خاص رحمتیں بھی پروردگار کی طرف سے ہوں گی اور عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جن کی (حقیقت حال تک) رسائی ہوگی۔"

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امتحانات کی یہ تمام قسمیں مسلمانوں کی ترقی اور رفع درجات نیز کھرے اور کھوٹے کی تفریق کے لئے ضروری ہیں۔ اس کے لئے بشارت ان صبر کرنے والوں کو دی گئی ہے جو ہر مصیبت کے وقت خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں' صبر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صبر کرکے گھر بیٹھ رہا جائے یا یہ کہ انا للہ پڑھ کر سر سے بوجھ اتار لیا جائے یا ماتم اور نوحہ خوانی شروع کردی جائے' بلکہ صابرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایسے نازک موقع پر کوئی حرف شکایت زبان پر نہیں لاتے' نہ اپنی قسمت کا ماتم کرتے ہیں' نہ زمانہ کا شکوہ' نہ دوسروں کو الزام دے کر اپنے کو بے قصور سمجھتے ہیں' بلکہ استقامت اور پامردی کا ثبوت دیتے ہوئے خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں' اپنا ایمان و یقین ازسرنو تازہ کرتے ہیں' اپنی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ اس میں کیا خامیاں ہیں جن کو احساس ندامت کے آنسوؤں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے' وہ کیا ایسے بُرے اعمال اور بُری عادتیں ہیں جو خدا کو ناراض کرنے والی اور اس کی نگاہ رحمت کے لئے حجاب بن رہی ہیں' ان مصائب ومشکلات کا حل ان کے نزدیک انابت الی اللہ اور پھر اس انابت پر استقامت ہے اور بس۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے:

"بعضے مسلمان جو کفار کی ایذاؤں سے گھبرا جاتے ہیں تو کیا ان

لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا
کہنے پر چھوٹ جاویں گے کہ ہم ایمان
لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جاوے گا
اور ہم تو ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو
ان سے پہلے ہو گزرے ہیں' سو اللہ تعالیٰ
ان لوگوں کو جان کر رہے گا جو سچے تھے
اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا۔"
(سورۂ عنکبوت)

دوسرا اور نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ یہ آزمائشیں کیوں پیش آتی ہیں' اور یہ مصیبتیں کیوں نازل ہوتی ہیں؟ قرآن مجید کا صاف اعلان ہے:

"اور خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا
بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔"
(سورۂ نحل:۳۳)

یہ دراصل ان باطنی اور حقیقی اسباب کی طرف اشارہ ہے جو ظاہر پرست یا ظاہر بین انسانوں کو نظر نہیں آتے اور وہ اس کا علاج ان سطحی وقتی اور جزئی چیزوں سے کرنا چاہتے ہیں جو بعض اوقات ان کے لئے مزید دردسر کا سامان پیدا کردیتی ہیں اور مصیبت بالائے مصیبت بن جاتی ہے وہ ظاہری اور مادی اسباب کے جال میں اس طرح گرفتار ہیں کہ خالق اسباب کی طرف ان کی نظر ہی نہیں جاتی' حالانکہ قرآن مجید کی صرف یہی ایک آیت ہم کو لرزا دینے کے لئے کافی ہے:

"کیا ان کو دکھلائی نہیں دیتا کہ یہ
لوگ ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی
آفت میں پھنستے رہتے ہیں مگر پھر بھی باز
نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں۔"
(التوبہ:۱۲۶)

سب علاج برحق اور اپنی اپنی جگہ صحیح ہو سکتے ہیں' احساس و شعور کی بیداری بھی ضروری ہے۔ احتجاج اور اظہار کرب بھی بالکل قدرتی اور زندگی کی علامت ہے' مظلوموں کی امداد اور غمخواری بھی بلاشبہ ایک ضروری فریضہ اور وقت کا فوری تقاضا ہے۔ موجودہ المیہ اپنی اس دردناکی کے پیش نظر جس کی زندہ شہادت ان بے گناہوں کا خون ہے جو غنڈہ گردی اور بہیمانہ تشدد کا شکار ہوئے اور جس کی بولتی ہوئی تصویر وہ ہزاروں خانماں برباد انسان ہیں کہ جن کے گھر ویران اور بے چراغ ہیں اور جن کو اس وقت ایک وقت کا کھانا اور پہننے کے لئے کپڑا بھی نصیب نہیں عملی امداد کا طالب ہے اور ہنگامی حل چاہتا ہے۔

کیا ہم نے ان واقعات کے بعد کبھی یہ سوچا ہے کہ اس کو راضی کرنے کی کوشش کیوں نہ کریں' جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی باگ ڈور ہے اور جس کے دست قدرت میں آسمان و زمین کی وسعتیں اور ساری دنیا کی طاقتیں ہیں اور جس کو راضی کرنے سے نہ صرف دنیا میں عزت و سربلندی اور سکون و اطمینان حاصل ہو سکتا ہے بلکہ آخرت کی غیر فانی زندگی اور لازوال نعمتیں بھی مل سکتی ہیں' جہاں آدمی کو ہمیشہ ہمیش کے لئے رہنا ہے۔

ہم ظاہری اور سیاسی ذرائع پر تو بھروسہ کرتے ہیں لیکن ہماری وہ بنیاد بے حد کمزور ہے جس پر ان حقوق کی ضمانت کی گئی ہے' وہ بنیاد ہے خدا کے وعدوں پر سچا یقین' خدا پر مکمل اعتماد اور بھروسہ' خدا کے راستہ میں جان و مال کی قربانی کا جذبہ اور زندگی کے ہر شعبہ میں خدا کی مکمل پیروی و اطاعت کا فیصلہ عزم و استقامت کے ساتھ زندہ رہنے کا جذبہ!

اس لحاظ سے دیکھئے تو صاف نظر آئے گا کہ ہم ان شرطوں میں کوئی شرط بھی پوری نہیں کر رہے ہیں' جن پر امن و اطمینان اور عزت و سربلندی کی ضمانت ہے۔

جہاں تک خدا کے وعدوں پر سچے یقین اور خدا پر مکمل اعتماد کا تعلق ہے اس کا حال ہم سب کو خوب معلوم ہے چار چھ آنے کے نسخہ پر ہم کو جو یقین ہے دعا پر اس کا عشر عشیر بھی نہیں' جتنا اعتماد اور بھروسہ ہم کو اپنی ملازمت' تجارت اور بزنس پر ہے اتنا اعتماد ہم کو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت اور رحمت پر بھی نہیں' ہم اخبار پر یقین کر سکتے ہیں جن کی مبالغہ آرائیوں اور ناانصافیوں بلکہ غلط بیانیوں کا تجربہ ہم کو برابر ہوتا رہتا ہے' ڈاکٹروں اور حکیموں پر بھروسہ کر سکتے ہیں' جن کی تشخیص اور تجویز کردہ دواؤں پر اکثر اختلاف ہوتا ہے' ہم عطائیوں بلکہ راہگیروں کی بات بھی توجہ اور سنجیدگی سے سن سکتے ہیں اور اس کا یقین بھی کر سکتے ہیں لیکن جس چیز پر ہمارا اعتماد روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے' وہ خدا کے وعدے اور اس کی شرائط پوری کرنے کے نتائج ہیں۔

ہم میں سے کتنے ہیں جن کے تحت الشعور میں یہ ہے کہ اگر فلاں شخص یا فلاں جماعت نہ ہوگی تو ہمارے لئے کتنی دشواریاں پیدا ہو جائیں گی' فلاں حلقہ برادری یا جماعت ناخوش ہو جائے تو ساری عزت و نیک نامی جاتی رہے گی۔ فلاں افسر اور حاکم ناراض ہو جائے گا تو نعوذ باللہ رزق کے دروازے بند ہو جائیں گے اور مستقبل تاریک

باقی صفحہ 26 پر

اسلام کا پیغام اتحاد

مولانا عمران اللہ قاسمی

قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات صاف طور سے واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی قوم کی کامیابی و کامرانی‘ عظمت و سربلندی اور عزت و افتخار کے اعلیٰ مقام کو حاصل کرنے میں باہمی اتحاد و اتفاق‘ بھائی چارگی اور جذبہ خیرسگالی کا نہایت اہم کردار ہوتا ہے‘ لیکن جب کوئی قوم باہمی اتحاد کو کھودیتی ہے اور اس کے آپسی اتحاد کی رسی کمزور پڑجاتی ہے‘ اس کے افراد میں نااتفاقی اور عدم تعاون جیسی مہلک بیماریاں رونما ہوجاتی ہیں تو اس قوم کی معاشرتی وسماجی بنیاد کھوکھلی ہوجاتی ہے‘ اور پھر وہ قوم عزت و افتخار کی فلک بوس چوٹیوں سے ذلت و رسوائی‘ انحطاط و تنزل کے عمیق گڑھوں میں جاگرتی ہے‘ اور بدامنی و انارکی اور انتشار ولامرکزیت کا شکار ہونے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیش بے وقعتی اور غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اتحاد کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے‘ یہ اگرچہ ایک چھوٹا سا لفظ ہے مگر عملی لحاظ سے نہایت ہی قیمتی ہے کیونکہ ایک عمدہ سماج اور معاشرے کی تشکیل‘ پھر اس کی تعمیر وترقی اسی وقت ممکن ہے جب لوگ آپس میں ایک دوسرے کی عزت واحترام کا خیال رکھتے ہوں‘ نیک ارادے اور بھلائی کے لئے آپسی میل جول‘ پیار ومحبت‘ صدق دلی اور جذبہ ایثار سے سرشار ہوں‘ آپسی لڑائی اور رسہ کشی سے گریز اور بوقت ضرورت باہمی تعاون ان کا خاص شعار ہو‘ اگر کسی قوم کے افراد ایسی عمدہ اور اعلیٰ صفت کے حامل ہوں تو اس کا روبہ ترقی ہونا اور کامیابی کی طرف گامزن ہونا یقینی ہے اور یہی اتحاد کا مفہوم اور اس کا مطلوب ومراد ہے۔

اتحاد واتفاق کی اہمیت:

اسلام ایک کامل مکمل اور ہمہ جہتی مذہب ہے جو عبادات‘ معاملات غرض انسانی زندگی کے تمام گوشوں سے بحث کرتا ہے وہ صرف عبادت کا طریقہ بتاکر ہی خاموش نہیں ہوجاتا بلکہ زندگی بسر کرنے کے لئے مکمل نظام حیات بھی فراہم کرتا ہے‘ منزلی‘ عائلی‘ شہری‘ ملکی‘ اخلاقی‘ معاشرتی‘ تمدنی‘ معاشی‘ سیاسی اور بین الاقوامی غرض حیات انسانی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے‘ جس کے بارے میں احکامات موجود نہ ہوں اور زندگی کی کوئی گزرگاہ ایسی نہیں‘ جہاں پر اسلام کے ہدایت نامے آویزاں نہ ہوں‘ جس طرح وہ حقوق اللہ کو اہمیت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور ان کو لازم قرار دیتا ہے‘ اسی طرح حقوق العباد اور معاشرتی امور کو بھی اہمیت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور ان کو اپنانے پر زور دیتا ہے‘ معاشرتی زندگی سے متعلق اسلامی تعلیمات میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام کی تعلیمات میں باہمی اتحاد‘ قومی یکجہتی‘ اور آپسی میل جول کو نمایاں مقام حاصل ہے‘ نیز آپسی اتحاد کے مطالبہ کے ساتھ ساتھ اس کو حاصل کرنے کا طریقہ اور دوام بخشنے والے جامع اصول بھی اسلام بتلاتا ہے جس سے مذہب اسلام میں اس کی اہمیت مکمل طریقہ پر واضح ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ آپس میں تم ایک دوسرے کو پہچان سکو‘ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے‘ اللہ خوب جاننے والا ہے پورا باخبر ہے۔“

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مرد اور عورت سے انسان کی پیدائش کا تذکرہ کرکے لطیف انداز میں آپسی میل جول اور اتحاد و اجتماعیت کا مطالبہ کیا ہے کہ تم لوگوں کو قومی وخاندانی تعصب اور آبائی تقلید سے بلند ہوکر آپس میں اتحاد واتفاق پیدا کرنا چاہئے‘ آیت کریمہ میں اتحاد و مساوات کی ایک انوکھے اور عمدہ طریقے سے تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی انسان دوسرے کو کمتر اور ذلیل نہ سمجھے‘ قبیلہ اور خاندان‘ عزت وافتخار کا ذریعہ نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خاندان اور قوموں کا فرق تعارف کے لئے رکھا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایک نام کے دو

آدمیوں میں امتیاز کیا جاسکے' اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت وافتخار کی چیز صرف تقویٰ ہے' یہ لوگوں کو اپنے اندر اتحاد پیدا کرنے کی ایک انوکھے انداز پر دعوت ہے کیونکہ اتحاد کی راہ میں تفاخر ایک عظیم رکاوٹ ہے اور ان تمام کو اللہ کا خوف ہی ختم کرسکتا ہے' جب اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا تو طلب جاہ اور تفاخر و غرور جیسی بیماریاں نہ ہوں گی' جس کی وجہ سے تمام انسانوں کا ایک نقطہ پر متحد ہونا ممکن ہوگا' لہٰذا ایک ماں باپ کی اولاد کی طرح متحد رہنا قبائلی و نسلی تعصب کو ترک کرنے اور اپنے دلوں میں تقویٰ پیدا کرنے کے بعد ہی ممکن ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے' جس سے اتحاد و اتفاق کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو
وہ بات جو نہیں کرتے' کس قدر ناراضگی
کی بات ہے اللہ کے نزدیک کہ تم وہ بات
کہو جو تم نہیں کرتے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ محبت
کرتا ہے ان لوگوں سے جو صف بستہ ہو کر
اس کی راہ میں لڑتے ہیں جیسے کہ وہ سیسہ
پلائی ہوئی دیوار ہوں۔"

(سورۂ صف:۲'۳'۴)

آیت کریمہ میں ایسے کام کے دعوے کی ممانعت کی گئی' جس کے کرنے کا عزم و ارادہ ہی انسان کے دل میں نہ ہو کیونکہ یہ تو محض ایک جھوٹ ہے جو صرف نام و نمود کے لئے ہوسکتا ہے اور یہ ایسا عمل ہے جو گناہ کبیرہ اور اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا بھی سبب ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اسلام کے نام لیوا کسی اسلامی مہم کے لئے اپنے اندر اتحاد پیدا کریں اور یہ اتحاد بھی ایک خاص کیفیت کے ساتھ مطلوب ہے کہ یہ اتحاد اتنا مضبوط ہو کہ اسلام کے نام لیوا حضرات اسلام کی خاطر سیسہ پلائی دیوار کی طرح باہم یک جان دو قالب بن جائیں تو یہ ایسا اتحاد ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے آیت کریمہ سے متحدہ جدوجہد کا پسندیدہ ہونا اور ایک بڑی کسوٹی ہونا صاف سمجھ میں آرہا ہے' کیونکہ اگر اسلام کے محاذ پر ایسے لوگ قابل لحاظ تعداد میں جمع ہو جائیں تو لازماً کامیابی ان کے قدم چومے گی اور جو لوگ اپنے سینوں میں انا کے بت لئے بیٹھے ہوں اور صرف زبان درازی سے واقف ہوں ان کا قول بلا عمل اللہ تعالیٰ کی نظر میں بالکل بے قیمت ہے خواہ وہ اپنی خوش فہمیوں کی دنیا میں کتنے ہی بڑے نظر آتے ہوں' اس لئے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ اور پسندیدہ کسوٹی متحدہ عمل ہے' اس کے علاوہ کوئی کسوٹی بظاہر کتنی ہی بڑی دکھائی دے خدا کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے' لہٰذا اس پسندیدہ عمل کو اپنا کر اپنی زندگیوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہئے' اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اس کو ایک نعمت سے تعبیر فرمایا ہے اور دعوت اتحاد کے بعد پھر پچھلی حالت کو بھی مدنظر رکھنے کا حکم صادر فرمایا تاکہ اس اتحاد والی زندگی کا ماقبل والی زندگی سے موازنہ کرنے کے وقت نعمت خداوندی پر شکر کے کلمات ادا ہوں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! ڈرتے رہو
اللہ سے جیسا اس سے ڈرنا چاہئے اور نہ
جان دو مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو'
اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوط پکڑلو اور
متفرق نہ ہو اور اپنے اوپر اللہ کے احسان
کو یاد کرو جب تم لوگ آپس میں دشمن
تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت
ڈال دی اور اس کے فضل سے تم بھائی
بھائی ہوگئے۔"

(سورۂ آل عمران:۱۰۲'۱۰۳)

ملت کے شیرازے کو متحد اور منظم کرنے کے لئے مذکورہ آیات میں دو ہدایتیں یکے بعد دیگرے کی گئیں' پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کا امر فرمایا اور تادم زیست دامن اسلام سے وابستگی رکھنے کی تلقین فرمائی' کیونکہ تقویٰ اور دامن اسلام سے وابستگی ہی تمام اہل ایمان کو متحد کرسکتی ہے' پھر بعد والی آیت میں صراحتاً اللہ کے عطا کردہ نظام کو مضبوطی سے تھام لینے کی تاکید فرمائی اور تفرقہ بازی اور انتشار سے منع فرمایا اور اس برے وقت کو جبکہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے یاد دلا کر اپنی نعمت و احسان کا تذکرہ فرمایا کہ اس نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کردی جس کی وجہ سے تم بھائی بھائی بن گئے' اس انداز کے ساتھ مذکورہ اصول بیان کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ ملت اسلامیہ کا شیرازہ خود بخود منظم ہو جائے پھر تمام اہل ایمان کو ایک ہی نقطہ (حبل اللہ) کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم فرمایا' آیت مذکورہ میں قرآن کریم کو یا دین اسلام کو حبل اللہ سے تعبیر کرنے کی خاص وجہ یہ ہے کہ یہی وہ واحد اور سیدھا راستہ ہے جو ایک طرف تو اہل ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرتا ہے اور پھر تمام ایمان والوں کو باہم ملا کر ایک جماعت بناتا ہے اور یہی وہ حکیمانہ طریق ہے جس کو اپنا کر تمام مسلمان ایک جھنڈے تلے جمع ہوسکتے ہیں اور آپس میں منظم ہوسکتے ہیں جس طرح کوئی

جماعت مضبوطی سے رسی کو پکڑ لے تو وہ اجتماعیت جسم واحد بن جاتی ہے اسی طرح مسلم قوم بھی اگر ان اصولوں کو پالے تو پھر اس کی اتحادی قوت اور اجتماعی طاقت بھی غیر متزلزل اور ناقابل تسخیر بن سکتی ہے' کیونکہ کسی بھی قوم کے متحد ہونے کے لئے کسی خاص مرکز اور نقطہ اتحاد کا ہونا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ نے حبل اللہ کی شکل میں عنایت فرمایا ہے جبکہ اس کائنات عالم میں بسنے والی دوسری کسی قوم کے پاس اس جیسا نقطہ اتحاد نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اس سلسلے میں ایسے مختلف نظریے پیش کیے کہ ان پر تمام انسانوں کا جمع ہونا ناممکن ہے' کہیں پر رنگ نقطہ وحدت ہے کہ سفید فام لوگ ایک قوم ہیں اور سیاہ فام لوگ ایک دوسری قوم ہیں اور کہیں پر آبائی رسم ورواج کو مرکز وحدت قرار دیا گیا کہ جو بھی ان کو مانتا ہے وہ ایک قوم ہے اور جو نہیں مانتا ہے دوسری قوم ہے جیسے ہندو اور آریہ سماج کے لوگ' ظاہر ہے اس طرح کا نقطہ اور طریقہ کار قوم کو متحد کرنے کے بجائے اور اس کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کے بجائے اس کے اتحاد کو پارہ پارہ کردے گا اور ایک ہی مذہب کے ماننے والوں کو مزید ٹکڑوں میں تقسیم کردیتا ہے' اس لئے قرآن کریم نے نسلی' نسبی رشتوں کو چھوڑ کر اور رنگوں کے امتیاز کو بالائے طاق رکھ کر اور آبائی رسوم ورواج کو پامال کر کے صرف حبل اللہ کو نقطہ وحدت قرار دیا جس کو اپنانا ہر کسی کے لئے اختیاری امر ہے' ہر انسان اس کو اپنا کر اجتماعیت اسلام میں داخل ہوسکتا ہے چاہے وہ مشرق کا رہنے والا ہو یا مغرب کا' چاہے کسی بھی لسان وزبان اور رنگ ونسل سے وابستہ ہو اس نقطہ اجتماعیت پر جمع ہونے سے کوئی چیز اس کے لئے مانع نہیں بن سکتی' دنیا بھر کے انسان اس مرکز وحدت پر جمع ہو کر بھائی بھائی بن سکتے ہیں اور اتحاد کی جیتی جاگتی اور مضبوط مثال قائم کرسکتے ہیں۔ آیت مذکورہ سے واضح طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ کے نزدیک اتحاد کی بڑی اہمیت ہے' اللہ تعالیٰ نے اتحاد کو قائم کرنے اور اس کو مضبوط اور پائیدار بنانے کے لئے ہر فرد کو الگ الگ ذمہ دار قرار دیا' انفرادی طور پر ہر آدمی کو اپنے اعزہ واقارب' پڑوسیوں اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور صلہ رحمی کرنے کا مکلف بنایا اور اس پر خاص توجہ دلائی تاکہ معاشرے میں باہمی محبت کا بول بالا ہو اور باہمی تعاون' آپسی اتحاد کا فروغ ہو' چنانچہ اسلامی تعلیمات میں والدین' اولاد' دوست احباب' پڑوسی اور متعلقین وغیرہ کے ساتھ اچھائی سے پیش آنے اور حسن سلوک کرنے کے بارے میں بے شمار ہدایات موجود ہیں جو اسلام میں اجتماعیت کی ضرورت واہمیت میں مزید اضافہ کردیتی ہیں اور یہ ایسی حقیقت کا انکشاف ہے جس کو صرف اسلام میں موجود پایا جاسکتا ہے جو اس بات کا کھلا اعتراف ہے کہ اسلام میں اتحاد واجتماعیت کی اہمیت صرف بلندی نہیں بلکہ ہمہ گیر بھی ہے۔

نااتفاقی کے نقصانات:

اسلامی تعلیمات میں غور وفکر کرنے کے بعد اس کی اہمیت کو دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اسلام میں اتحاد واجتماعیت کو یہ غیر معمولی اہمیت کیوں دی گئی' اسلام اپنے پیروکاروں میں اتحاد پیدا کرنے پر اس قدر مصر کیوں ہے؟ وہ ملی اتحاد میں شگاف ڈالنے والوں کو وعیدیں کیوں سناتا ہے؟ پھر بھی اتحاد واتفاق قائم کرنے کی دعوت دیتا اور کبھی اس کو نعمت سے تعبیر کرتا ہے اور اتحاد سے پہلے والی حالت پر غور کرنے کی تلقین کرتا ہے' ان تمام باتوں میں غور وفکر سے اتنی بات صاف طور سے سمجھ میں آئی ہے کہ اتحاد واتفاق میں کوئی ایسی خاص کامیابی پوشیدہ ہے جس کی وجہ سے اسلام اپنے متبعین کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا دیکھنا چاہتا ہے' کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسلام میں اس کو اس قدر غیر معمولی اہمیت ہرگز نہ دی جاتی اس سوال کا جواب ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بخوبی مل جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"اجتماعیت کو لازم پکڑلو اور پھوٹ سے بچو کیونکہ شیطان اکیلے شخص کا ساتھ پکڑ لیتا ہے جبکہ وہ دو سے بہت دور رہتا ہے۔" (ترمذی شریف ۲/۳۹)

یعنی اپنے کو اجتماعیت سے وابستہ رکھنا' اس لئے ضروری ہے تاکہ ایمانی زندگی کی ٹھیک ٹھیک حفاظت ہوسکے' تاریخ اس بات کی شاہد ہے اور یہ مشاہدہ بھی ہے کہ اسلام کی مطلوبہ اجتماعیت نہ ہونے سے دین وایمان شدید خطرات میں گھر جاتے ہیں۔

۱......اگر کسی معاشرے میں اتحاد واتفاق نہ ہو تو وہ معاشرہ غلط افکار واعمال اور باطل اقدار کے لئے زیادہ سازگار ہوتا ہے بنسبت صالح افکار واعمال کے کہ یہ سازگاری ان کے لئے نہیں ہوسکتی' بلکہ ایسی صورت میں بعض امور دینیہ کے قیام سے بالکل عاجزی ہوجاتی ہے' اس کے علاوہ اور بھی بہت سے نقصانات دین میں جگہ بنالیتے ہیں اور اس کی روح کو ملیامیٹ کر ڈالتے ہیں۔

۲:.....مثلاً جہاد فی سبیل اللہ جیسا اہم رکن جس کو حدیث شریف میں کھلم کھلا سب سے افضل عمل قرار دیا گیا ہے اور اس کے اشتیاق سے عاری سینے کو نفاق والا سینہ قرار دیا گیا' قرآن کریم میں اس کی ترغیب دی گئی اس مبارک عمل کو انجام دینے کے لئے باہمی اتحاد و اتفاق ضروری ہے تاکہ اس کے ذریعہ فتنہ و فساد کا سلسلہ بند کیا جا سکے ورنہ اتحاد و اتفاق نہ ہونے کی صورت میں اس امر عظیم کو انجام نہیں دیا جا سکتا' کفار و مشرکین کی شرکشی اور فتنہ و فساد کو نہیں روکا جا سکتا جس کی وجہ سے لازمی طور پر مسلم قوم میں مرعوبیت اور احساس کمتری جیسی بیماریاں جنم لے لیں گی۔

۳:.....اسی طرح جب باہمی اتحاد رخصت ہو جائے اور انتشار پھیل جائے تو راست بازی' امانت داری' وفا شعاری' ایثار و خیر خواہی' تحمل و سنجیدگی' نرم خوئی' نرم گفتاری جیسے بے شمار فضائل محض تصورات بن کر رہ جائیں گے کیونکہ زیادہ تر ان چیزوں کا تعلق باہمی روابط سے ہے اور جب یہ فضائل معاشرے سے مٹ جائیں گے تو اس کے برے اثرات زندگی میں دیکھنے کو ملیں گے' قوم کی اخلاقی اور تمدنی زندگی حد درجہ متاثر ہوگی' آرام و راحت' چین و سکون بالکل غارت ہو جائے گا۔

۴:.....جب مسلم معاشرے میں اجتماعیت نہ ہو افراتفری کا ماحول ہو' رسہ کشی کا بازار ہو تو پھر ایسے لوگوں پر باطل اقتدار کا قائم ہو جانا یقینی ہے جو دینی حس اور ایمانی حمیت پر مسلسل چوٹیں لگاتا رہتا ہے اور ان کی دینی ایمانی غیرت کو نیست و نابود کرنے کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کرتا رہتا ہے' جس کے نتیجہ میں صالح اقتدار کے لئے ماحول انتہائی تنگ ہو جاتا ہے اور ان کے لئے اس ماحول میں جینا دوبھر ہو جاتا ہے' یہاں تک کہ بعض مذہبی شعائر پر اس قدر ضرب پڑتی ہے کہ ان کی ادائیگی دشوار تر ہو جاتی ہے جیسا کہ آج کے زمانہ میں واضح طور پر یہ تمام باتیں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ باطل کس طرح مسلمانوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور ان پر کاری ضرب لگاتا ہے' یہ تمام وہ خطرات و نقصانات ہیں جو اتحاد جیسی عظیم دولت کو کھو دینے اور شیرازہ منتشر ہو جانے کی حالت میں امت مسلمہ کو درپیش ہوتے ہیں۔

۵:.....قرآن کریم نے ایک جگہ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کا امر صادر کرتے ہوئے آپسی نزاع سے منع فرمایا ہے اور اس کے نتیجہ اور نقصان سے بھی واقف کرایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو' آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' صبر سے کام لو بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (سورۃ انفال:۴۶)

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا امر صادر کرتے ہوئے آپسی نزاع' لڑائی' جھگڑے سے منع فرمایا اور اس باہمی نزاع کے نتیجہ سے بھی باخبر کیا گیا کہ آپسی لڑائی اور باہمی جھگڑے کی وجہ سے تم ذاتی طور پر کمزور اور بزدل ہو جاؤ گے کیونکہ باہمی اتحاد اور اعتماد کی صورت میں معاشرے کا کوئی فرد تنہا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ پوری جماعت کی طاقت ہوتی ہے وہ اپنے اندر اپنی جماعت کی طاقت کے بقدر حوصلہ پاتا ہے' لیکن جب اتحاد و اتفاق نہ رہا اور آپسی لڑائی ہونے لگے تو قوم کی اجتماعی قوت منتشر ہو جائے گی اور پھر ان میں کمزوری کا آنا لازمی ہے اور یہ آپسی نزاع کمزوری کا باعث اس لئے ہے کہ جو طاقت دوسروں کو مغلوب کرنے میں کام آتی ہے وہ اپنے بھائیوں کو نیچا دکھانے میں برباد ہونے لگتی ہے نااتفاقی کی بنا پر پیدا ہونے والی یہ چیزیں مسلمانوں کی مجموعی طاقت کو اس معیار سے بہت کم کر دیتی ہیں جتنا حقیقتاً اس کو ہونا چاہئے۔

۶:.....اور اسی آیت کریمہ میں باہمی نزاع کا دوسرا نقصان یہ بتلایا گیا تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' دشمن کی نظر میں تم ذلیل و خوار ہو جاؤ گے' کیونکہ دوسرے لوگوں کو جب تمہاری نااتفاقی کا علم ہوگا تو ان کے قلوب سے مسلمانوں کا رعب و دبدبہ نکل جائے گا' اور پھر وہ حقیر نظروں سے تم کو دیکھنے لگیں گے تمہارے شعائر کا استہزا اور مذاق بنا کر ان کو پامال کریں گے' آج عالم اسلام کے مسلمانوں کی حالت روز بروز دردانگیز ہوتی جا رہی ہے' کہیں پر ملک بدر کرنے کی پلاننگ' تو کہیں پر اقتدار اور روایات اور تاریخی اثاثے کو مخدوش کرنے کی سازش' یہ سب اتحاد جیسے عظیم سرمایہ کو کھو دینے اور مسلم معاشرے سے اس عظیم دولت کے لٹ جانے کے سبب ہے:

آبرو باقی تیری ملت کی جمعیت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی دنیا میں تو رسوا ہوا

☆☆..........☆☆

انسانی فطرت

انیس احمد

قرآن مجید نے انسان کے ایک مستقل اور آزاد وجود کا تصور پیش کیا ہے۔ وہ انسان کو ایک حادثہ کی پیداوار نہیں قرار دیتا' بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے اور ایک مقدر عمل کا نتیجہ قرار دیتا ہے' چنانچہ:

''جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔''(البقرہ:۳۰)

اس آیت قرآنی سے بالکل واضح ہوجاتا ہے:

☆ تخلیق انسان ایک حادثاتی امر نہیں ہے۔

☆ تخلیق انسان ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوئی ہے۔(۲۔۳)

☆ انسان ایک مستقل اور آزاد وجود کا مالک ہے' یہ کسی ارتقائی عمل کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ابتدا ہی سے انسان کی شکل میں بنایا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

''ہم نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کی' پھر تمہاری صورت بنائی' پھر فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو۔''(اعراف:۱۱)

''تصور کرو اس وقت کا جب تمہارے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں ایک بشر مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں' پھر جب اسے پوری طرح تیار کرلوں اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گرجانا۔''

(ص: رکوع:۵)

انسانی جسم میں روح کا پھونکا جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ محض ایک مادی وجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے' پھر یہ کہ روز اول سے انسان کا ایک آزاد وجود ہے' وہ نہ تو محض حیوان ناطق ہے اور نہ ہی کوئی متمدن جانور' بلکہ ابتداء ہی سے ایک آزاد مخلوق کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے عقل وشعور نباتاتی نشوو ارتقاء سے اکتساب نہیں کی ہے بلکہ روز اول سے ہی اسے عقل وشعور اور ارادہ کی قوت سے نوازا گیا ہے' جس کے ساتھ ہی اس پر بعض اخلاقی ذمہ داریاں بھی عائد کی گئی ہیں۔

انسان کے وجود کے بارے میں ایک مثبت اور واضح تصور دینے کے بعد قرآن مجید دنیا میں انسان کی حیثیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ چنانچہ تخلیق آدم سے قبل اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے ارادہ کا اظہار ان الفاظ میں فرماتا ہے:

''جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔''(البقرہ)

گویا اللہ کے اس خلیفہ کی حیثیت کسی ادنیٰ مخلوق یا کائنات کے ایک ناقابل التفات جزو کی نہ تھی بلکہ اسے کائنات کے مرکز ومحور ہونے کا شرف حاصل تھا' وہ کائنات کے کسی تغیر وتبدیل سے وجود میں نہیں آتا' بلکہ کل کائنات کو اس کے لئے پیدا کیا گیا' چنانچہ تخلیق آدم کے وقت فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا گویا علاماتی حیثیت سے پوری انسانیت کو سجدہ کرنا تھا۔ قرآن انسان کی مرکزیت اور بلندی کو ان الفاظ میں تسلیم کرتا ہے:

''اس نے تمہاری بھلائی کے لئے رات اور دن کو سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے اور سب تارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں.....وہی جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس سے تروتازہ گوشت لے کر کھاؤ' اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم پہنا کرتے ہو' تم دیکھتے ہو کہ کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہے' یہ سب کچھ اسی لئے ہے تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور اس

کے شکر گزار رہو۔"

یہاں پر قرآن نے بنیادی طور پر اس نظریہ کا ابطال کیا ہے کہ انسان اس کائنات کا ایک ساختہ ہے' اس کے برعکس قرآن ایک مثبت تصور پیش کرتا ہے کہ انسان کو کائنات میں مرکزی حیثیت حاصل ہے' اور کائنات کی ہر شے اس کے لئے مسخر یعنی معاون کردی گئی ہے۔ تمام قوانین فطرت کو اس امداد کی بنیاد پر بنایا گیا ہے۔ انسانی فکر کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے عظمت آدم' اور تفوق انسانیت کے تصور انسان کو وہ بلندی اور اہمیت دینے میں ناکام ہو چکے ہیں جو قرآن مجید نے اس کو عطا کیا ہے۔

انسان کی اس عظمت اور بلندی کا مقصد کیا ہے؟ یہ وہ بنیادی سوال ہے جسے قرآن نے اس طرح پیش کیا ہے کہ یہ تمام عظمت و بلندی صرف اس لئے ہے کہ انسان شکر گزار رہے' اس کے مقابلے میں انسان کی روش یہ رہی ہے کہ اس اہمیت اور بلندی نے اسے اپنے بارے میں سخت غلط فہمیوں میں مبتلا کردیا۔ اس نے جب قوانین فطرت کو اپنے ساتھ تعاون کرتے اور فطرت کی عظیم قوتوں کو اپنے سامنے سجدہ ریز ہوتے دیکھا تو یکا یک اپنے اندر الوہیت کی صفات محسوس کرنے لگا۔ قرآن اس روش کو ناشکر گزاری سے تعبیر کرتا ہے۔ انسان کے اس طرز عمل کو قرآن میں مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔

ملاحظہ ہو بنی اسرائیل:۱۱' ابراہیم:۳۴' بنی اسرائیل:۶۷-۳' السجدہ:۳۹' الشوریٰ:۴۸' اعراف:۱۹' عبس:۱۷' فجر:۱۵' بلد:۱' عادیات:۶' حج:۶۶' روم:۳۳' سجدہ:۲۰' زمر:۸' اعراف:۱۹' روم:۳۶' السجدہ:۳۹۔

قرآن نہ تو انسان کو حقیر و ذلیل کر کے پیش کرتا ہے اور نہ اسے اپنی الوہیت کے دھوکے میں مبتلا ہونے دیتا ہے۔ وہ پہلے انسان کو اس کی حقیقت کا احساس ان الفاظ میں دلاتا ہے:

"اور پھر انسان کو ایک منصب عظیم یعنی "خلافت فی الارض" پر فائز کرتا ہے۔"

گویا قرآن انسان کو اول ان غلط اور خود ساختہ بلندیوں سے اتار کر اس کی حقیقت اس پر آشکار کرتا ہے' اور اس کے بعد دوبارہ انسان کو حقیقی بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے' یہاں ارتقاء کی سمت کم تر سے بلند تر کی طرف ہے' یہی تصور ارتقاء انسان کو کسی احساس کمتری میں مبتلا کئے بغیر عظمت آدم کا صحیح تصور دیتا ہے۔

انسان کو مرکز کائنات بنانے کے بعد ضروری تھا کہ انسان کو حق و باطل میں تمیز کرنے اور فیصلہ کرنے کا علم بھی دیا جائے۔ یہ علم کسی تجربہ کی صورت یا کسی مسلسل عمل کے نتیجہ میں ظاہر نہیں ہوا' بلکہ تخلیق آدم کے ساتھ ہی انسان کو دے دیا گیا۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے: "وعلم آدم الاسماء کلھا." یعنی اس کے بعد اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھلا دیئے۔ یہ وہ خصوصیت تھی جو انسان کو فرشتوں پر فوقیت عطا کرتی ہے اور یہی علم کی صفت انسان کو دیگر تمام مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے' لیکن انسان کو صرف علم دینا کافی نہ تھا' علم محض کبھی بھی عمل کا بدل نہیں ہوسکتا' چنانچہ عمل کی اصلاح کے لئے قرآن نے انسان کو ایک طرف تو ارادہ و اختیار کی صلاحیت دی اور دوسری طرف اس ارادہ و اختیار کو استعمال کرنے کے لئے بعض محرکات بھی فراہم کردیئے تاکہ ارادہ و اختیار صحیح سمت میں حرکت کرسکیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اگر (اللہ کی حیثیت یہ نہ تھی کہ وہ لوگوں کو جبراً اختلاف سے روکے اس وجہ سے) انہوں نے باہم اختلاف کیا' پھر کوئی ایمان لایا اور کسی نے کفر کی راہ اختیار کی' ہاں اللہ چاہتا تو وہ ہرگز نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا۔" (البقرہ:۲۵۳)

"یہ مشرک لوگ ضرور کہیں گے کہ اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے' نہ ہمارے باپ دادا' بے شک اگر اللہ چاہتا تو ہم سب کو ہدایت دے دیتا۔" (الحج: ۱۸'۵۵)

"اسی طرح ہم نے اس کو (نیکی اور بدی کی) راہیں دکھلا دیں۔" (۱۹-۱۰)

گویا اللہ تعالیٰ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ انسان کو بھی فرشتوں کی طرح ہدایت یافتہ بنادے' یعنی وہ برائی پہ قادر ہی نہ ہوں' بلکہ اس نے انسان کو یہ اختیار دیا کہ وہ اگر چاہے تو برائی سے اجتناب کرے اور اگر چاہے تو اسے اختیار کرلے' اسی علت کے سبب حیات بعد الموت میں جواب دہی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن انسان کو علم' عقل' ارادہ اختیار سے آراستہ کرنے کے بعد اور یہ یاد دہانی کرانے کے بعد کہ وہ درحقیقت ایک ذمہ دار اور ذی شعور مخلوق ہے' جسے ان فرائض' ذمہ داریاں کو ادا کرنا ہے جو اس کے خالق نے اس پر عائد کی ہیں' عمل کے لئے خود مختار چھوڑ دیتا ہے وہ کوئی پابندی ایسی نہیں لگاتا کہ انسان کسی ایک راستہ پر چلنے پر مجبور ہو۔

ارشاد ربانی ہے:

"جو صاف صاف ہدایات

تمہارے پاس آ چکی ہیں' اگر ان کو پالینے کے بعد بھی تم نے لغزش دکھائی تو خوب جان رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔ کیا اب وہ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کا چتر لگائے فرشتوں کے پرے ساتھ لئے خود سامنے آ موجود ہو اور فیصلہ کر ہی ڈالا جائے' آخر کار سارے معاملات پیش تو اللہ کے حضور میں ہونے والے ہیں۔" (۲۔۲۰۹۔۲۱۰)

گویا قرآن انسان سے اس بات کا متمنی ہے کہ وہ دلیل کھل کر سامنے آ جانے کے بعد بلا جھجک اپنی قوت اختیار کا استعمال کرتے ہوئے اپنے لئے سواء السبیل کا انتخاب کرے گا۔ وہ ایمان کی قدر و قیمت اسی میں سمجھتا ہے کہ بدی پر اختیار ہونے کے باوجود انسان بدی کا ارتکاب نہ کرے اور نیکی کو اختیار کرے' لیکن چونکہ انسان کو محدود صلاحیتیں دی گئی ہیں۔ اس لئے قرآن انسان کو بغیر کسی پاسبان عقل کے چھوڑ دینے کے قائل نہیں ہے۔ انسان بھی اپنے داخل کا کلی طور پر انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نقطہ نظر سے کسی معاملے پر بھی مکمل خارجی نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ انسان ہمیشہ کسی بیرونی ہدایت اور بیرونی ذریعہ علم کا حاجت مند رہا ہے۔

قرآن اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے عنایت کردہ نظام زندگی کو بطور ایک حل کے پیش کرتا ہے۔ یہ تصور حیات ایک ایسی ہستی کا ترتیب دیا ہوا ہے' جو علیم و خبیر اور بصیر ہے۔ ہر قسم کی غرض اور خطا سے پاک ہے۔ اس لئے یہی ضابطہ حیات ایک معروضی معیار پر پورا اتر سکتا ہے۔

قرآن پاک انسان کی حقیقت کائنات میں اس کے مقام اور مقصد سے بحث کرتے وقت اس دنیاوی زندگی کو ایسے تجرباتی احساس' سے تعبیر کرتا ہے' جس کی کوئی دائمی حیثیت نہیں ہے' جو محض حقیقت کا ایک سایہ اور پرتو ہے۔ چنانچہ قرآن دنیاوی زندگی کی بے ثباتی اور آخرت کی حقیقی اور ابدی زندگی کا انتہائی واضح نقشہ کھینچنے کے بعد منکرین آخرت سے پوچھے جانے والے ایک سوال کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

"اس وقت اس کا رب اس سے پوچھے گا کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے' یہ کہیں گے ہاں اے ہمارے رب یہ حقیقت ہی ہے....." (انعام:۲۴۔۳۲)

قرآن کریم کی رو سے یہ دنیا انسان کا مستقل اور دائمی مسکن نہیں بلکہ ابدی زندگی کی تمہید ہے اور اس کی حیثیت ایک مختصر اور متعین مدت کے لئے ترتیب دی ہوئی امتحان گاہ کی سی ہے۔ اس چیز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے:

"الدنیا مزرع الآخرة."

ترجمہ: "دنیا آخرت کے لئے کھیتی کی حیثیت رکھتی ہے۔"

یعنی جو کچھ یہاں بوؤ گے وہاں کاٹو گے۔

قرآن انسان کو مشاہدہ محض کی دنیا سے نکال کر مشاہدہ حق کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ چنانچہ بار بار انسان کو یہ دعوت دی جاتی ہے کہ وہ آیات الٰہی میں غور کرے اور پس پردہ جو حکمت کارفرما ہے' اس کا احساس و مشاہدہ کرے۔

قرآن کریم ہمیں جو تصور انسان دیتا ہے' وہ نہ تو معصوم کہا جاتا ہے اور نہ پیدائشی طور پر گناہگار ہے' بلکہ ہم اسے ایک بااختیار انسان کا تصور کہہ سکتے ہیں' کچھ مذاہب نے یہ تصور پیش کیا کہ انسان پیدائشی طور پر گناہگار ہے۔ قرآن اس تصور کی تردید تخلیق آدم کے واقعہ سے کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

"اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی' جس کو اس کے رب نے قبول کر لیا کیونکہ وہ بڑا رحم کرنے والا ہے' ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ' پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے' ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا۔" (۲۔۳۷'۳۸)

قرآن واضح طور پر تردید کرتا ہے کہ آدم کو کسی گناہ کی پاداش میں دنیا میں بھیجا گیا۔ اس موقع پر اگر قرآن کی دوسری سورۃ کی اس آیت کا مفہوم ذہن میں رکھا جائے' جس میں اللہ تعالیٰ تخلیق آدم کے ارادہ کا اظہار فرشتوں کے سامنے فرماتا ہے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ میں جنت میں رکھنے کے لئے ایک انسان بنا رہا ہوں بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ: "میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں" اول الذکر آیت میں واضح طور پر حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کے اعلان کے بعد انسان کے اولین گناہ کا تصور باقی نہیں رہتا۔

قرآن اس بات کی بھی تردید کرتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ترغیب میں حضرت حوا کا حصہ تھا' بلکہ وہ ان مرد اور عورت دونوں کو مساوی طور پر نفس کے بہکانے میں آ جانے والا قرار دے کر دونوں کی معافی کا اعلان کرتا ہے اور ان کی بھول کو حرف غلط کی طرح مٹا کر انہیں پاک و صاف قرار دینے کے بعد زمین پر اپنے نائب کی حیثیت سے بھیجتا ہے۔ گویا قرآن کسی

پیدائشی گناہگار انسان کی جگہ ایک صحت مند اور قوی ارادہ انسان کا تصور پیش کرتا ہے۔ قرآن انسان کی عظمت' گناہ نہ کرنے میں نہیں قرار دیتا بلکہ گناہ کی صلاحیت کے باوجود گناہ سے دامن بچاجانے اور بصورت دیگر ندامت غلطی کے اعتراف اور مائل بہ اصلاح ہونے میں قرار دیتا ہے۔

قرآن انسان کو انفرادی ذمہ داری کے ساتھ اس کی اجتماعی ذمہ داری کو بھی غیر معمولی اہمیت دیتا ہے' انسان اعتقادات کو اپنا ذاتی معاملہ نہیں سمجھتا بلکہ وہ ایک معاشرہ اور ایک عالمگیر برادری کے رکن کی حیثیت سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی کے لئے کمربستہ نظر آتا ہے۔

ایمان کے کلمہ جامعہ کا اقرار کرتے ہی ایک شخص ایک طرف خدا سے جڑ جاتا ہے تو دوسری طرف ایک امت کا جزو بھی بن جاتا ہے۔ دونوں عمل بیک وقت رونما ہوتے ہیں۔ یہ امت صرف عقیدہ ایمان اور اخلاق کی بنیاد پر بنتی ہے' یہی وہ واحد اصولی فرق' امتیاز ہے' جسے اسلام پیش کرتا ہے' وہ تمام انسان جو خلافت فی الارض کی ذمہ داری کو شعوری طور پر اٹھاتے ہیں' ایک امت بن جاتے ہیں' یہی امت وسط ہے اور وہ تمام انسان جو اس حق کا انکار کرتے ہیں' ایک دوسرے گروہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ حدیث نبوی میں آتا ہے: ''الکفر ملۃ واحدۃ'' قرآن کا انسان مطلوب ایک حق گو اور حق شناس ہستی ہے' جو انفرادی زندگی کے ساتھ ہی اجتماعی زندگی میں بھی اصلاح وتہذیب میں مصروف نظر آتی ہے۔

قرآن ہمیں جو تصور انسان دیتا ہے' وہ مساوات انسانی پر مبنی ہے' وہ کسی نسل کی برتری' رنگ کی تفریق یا زبان کے تعصب کو گوارہ نہیں دیتا' بلکہ اس بات کا اعلان کرتا ہے:

''لوگو! اپنے رب سے ڈرو' جس نے تم کو نفس واحد سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت دنیا میں پھیلائے۔'' (النساء:۱۰)

نوع انسان کی مساوات ان تمام بتوں کو پاش پاش کردیتی ہے' جنہیں ہم قومیت وطنیت اور رنگ ونسل وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں' جس طرح ایک باپ کی اولاد آپس میں کوئی تفاخر نہیں کرسکتی' بالکل اسی طرح کل نوع انسان باہم کسی قسم کا تفاخر کرنے کا حق نہیں رکھتی۔

انسانی مساوات کے اس عالمگیر تصور کے ساتھ ہی قرآن انسان کی فطرت پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین فطرت کے ساتھ تخلیق کیا ہے۔

اور اس کے ساتھ ہی انسان کی فطرت میں سچائی اور صداقت کی ہر آواز پر لبیک کہنے کا ایک داعیہ حق دراصل ایک ''تحت الشعوری احساس'' ہے۔ اس قدیم تجربہ کا جو بنی نوع انسان نے ایک ''میثاق'' کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو سورۃ اعراف:۱۷۱) یہی تحت الشعوری احساس ہے جو ایک سخت منکر سے منکر انسان کو بھی مصیبت وآزمائش میں اللہ کا نام لینے پر مجبور کردیتا ہے کہ جب انسان سمندروں میں طوفانوں میں گھر جاتا ہے تو کسے مدد کے لئے پکارتا ہے۔ وغیرہ اسی تحت الشعوری احساس جگانے اور اسے ایمان کی شعوری سطح تک لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کو مذکر (یاد دلانے والا) اور ان کی دعوت کو ذکر یا تذکرہ یا تذکیر (یادداشت یاددہانی) کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا دراصل یہ تذکیر اور یاددہانی اس عہد نامہ کی تھی جو نوع انسانی کی ارواح کے اجتماع سے لیا گیا تھا' اور یوں یہ فطری داعیہ محض ایک احساس سے آگے بڑھ کر ضابطہ حیات اور وہ بھی غیر متبدل اصولوں میں بدل جاتا ہے' جہاں ظن وگمان کی گنجائش نہیں رہتی۔ صداقت کا یہی فطری داعیہ ہے جو انسان کے اولین گناہ کے وقت ضمیر کی پکار کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن قرآن اپنے انسان مطلوب کو محض اس فطری داعیہ کے ہاتھوں میں نہیں چھوڑ دیتا' بلکہ وہ کہتا ہے:

''اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا' جب کہ راستے ٹیڑھے موجود ہیں۔'' (النحل)

اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے اور قرآن کا انسان مطلوب ایک آزاد ومختار حیثیت رکھنے والا ذی شعور ذی ہوش اور ذی ارادہ مخلوق کی حیثیت سے خلافت فی الارض کی ذمہ داری پر فائز بنی نوع انسانی کی عالمگیر مساوات کا داعی اپنی رہنمائی اور رہبری کے لئے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فرمان اور فرمانبردار انبیاء علیہم السلام کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہی وہ ہمہ گیر تصور ہے جس کی غیر موجودگی یا جس کی کسی کڑی کے گم ہو جانے سے انسان اس اندھے شخص کی طرح ہو جاتا ہے جو تاریک شب میں اندھیرے کمرے میں ایک ایسی سیاہ بلی تلاش کررہا ہو جو وہاں موجود نہ ہو۔

☆☆..........☆☆

اھم یہ نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں
بلکہ اہم یہ ہے کہ
آپ کتنا ہضم کرتے ہیں
صحت مند رہنے کے لیے صرف یہی ضروری نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کا معدہ غذا کو صحیح طور پر ہضم کرکے جزوِ بدن بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔
دائمی قبض، سینے کی جلن، تیزابیت، گیس، پیٹ کا درد، قے یا متلی کی کیفیت اس بات کی علامتیں ہیں کہ آپ کا ہاضمہ دُرست نہیں۔
کھانے پینے میں احتیاط برتیے، مرغن اور مرچ مسالے دار کھانوں سے پرہیز کیجیے اور پابندی سے نئی کارمینا لیجیے۔
ہمدرد کی نئی کارمینا تیزابیت اور گیس کے مریضوں کے لیے بھی بے ضرر اور یکساں مفید ہے۔
NEO Carmina
کارمینا
خوش ذائقہ نئی کارمینا
ہاضمہ دُرست، صحت بحال
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ ہے۔
www.hamdard.com.pk
Adarts-2001

عرش کے سائے میں

مولانا کلیم اللہ قاسمی

وہ نوجوان جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں گزرے:

وشاب نشاء فی عبادة ربہ: میدان محشر کی سخت دھوپ اور گرمی میں جن سات قسم کے لوگوں کو عرش کے سائے میں جگہ دی جائے گی' اس میں سے دوسرا وہ نوجوان ہے' جس نے عنفوان شباب سے ہی عبادات اور احکامات خداوندی کی پیروی میں زندگی گزاری ہو۔

جوانی کی عبادت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور ایسے جوان کی اللہ رب العزت کے یہاں بڑی قدر و قیمت ہے' اس لئے کہ اس کے دل میں بہت سی امنگیں اور خواہشات ہوتی ہیں' نیک دل نوجوان ان میں سے غلط تقاضوں پر قابو حاصل کرکے عبادت الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔

اسی طرح جوان آدمی کی ہمت بھی جوان ہوتی ہے' وہ اپنی قوت و ہمت کے زور سے نفس کے ناجائز تقاضوں اور خواہشات کا مقابلہ کرتا ہے' جس کی وجہ سے نفس مجلی و مزکی رہتا ہے جو کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنتا ہے' ایسے نوجوان کو اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنی رحمت سے عرش عظیم کے سائے میں جگہ مرحمت فرمائیں گے۔

جن پاک نفوس نے اپنے دور شباب (جوانی) کو عبادت الٰہی میں گزارا اور عرش عظیم کے سائے کے مستحق بنے' ان میں سے چند حضرات کا تذکرہ برائے افادہ پیش ہے۔

نبی رحمت ﷺ کا دور شباب اور عبادت الٰہی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عہد طفولیت سے ہی بت پرستی اور مشرکانہ اعمال سے محفوظ رہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہونے کے بعد آپ کی زندگی میں مزید انقلاب آیا' آپ کو خلوت گزینی کی رغبت ہوئی اور غار حراء میں شب و روز رہنے لگے' اور فطرت سلیمہ جس طرح کی رہنمائی کرتی' خدائے واحد کی عبادت کرتے مگر ایک خلش سینہ میں ایسی تھی جو اس حالت میں بھی بے چین ہی رکھتی تھی کہ میری قوم اور دنیائے انسانی کس طرح خدائے واحد کو چھوڑ کر صنم پرستی اور مظاہر پرستی میں مبتلا ہے اور اخلاق کی دنیا کس قدر الٹ گئی ہے آخر وہ کون سا نسخہ کیمیا ہے جو اس حالت میں انقلاب پیدا کردے اور سچی خدا پرستی اور نیک عملی کا اور دور دورہ ہوجائے۔

یہی جذبات و تاثرات تھے جو قلب مضطرب میں موجزن تھے اور خلوت کدۂ حراء میں انہی کیفیات کے ساتھ ذات اقدس مصروف یاد الٰہی رہتی اور جب کئی کئی دن اس طرح گزر جاتے تو کبھی حضرت خدیجہؓ حاضر ہو کر آذوقہ حیات دے جاتیں اور کبھی خود بنفس نفیس جا کر چند روز کا سامان خورونوش لے آتے اور حراء میں پھر مشغول عبادت ہوجاتے' چنانچہ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی حراء اس کیف آگیں منظر کا شاہد ہے۔ جس کا لطف اس نے برسوں اٹھایا' مشہور محدث و مورخ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے اس واقعہ کو ان مختصر الفاظ میں بڑے حسن و خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے:

''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دور شباب میں) خلوت پسند ہوگئے تھے اور قوم سے الگ تنہائی میں وقت گزارتے تھے کیونکہ وہ قوم کی اس کھلی گمراہی کو دیکھ کر کہ وہ بت پرستی میں مبتلا اور بتوں کے سامنے سجدہ گزار ہے کڑھتے تھے اور جوں جوں آپ پر وحی الٰہی کے نزول کا زمانہ قریب ہوجاتا تھا (مشیت الٰہی سے) اسی قدر آپ کی خلوت پسندی میں اضافہ ہوتا جاتا صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ اس ذات اقدس پر خدا کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہو۔'' (البدایہ والنہایہ ۳/۵)

بہر حال یہی وہ خلوت کدۂ عبادت تھا' جہاں ذات اقدس پر سب سے پہلے وحی الٰہی کا نزول ہوا اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کی نشوونما ہورہی تھی اور آپؐ عبادت خداوندی میں منہمک رہ کر زندگی بسر کررہے تھے اور پوری زندگی رب کریم کی ایسی عبادت کی کہ دیکھنے والے آپؐ کے طرز عبادت کو دیکھ کر رشک کرتے رہے' دعا ہے اللہ تعالیٰ یہی ذوق عبادت ہم سب کو بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ کی عبادت اور مشرکانہ اعمال سے حفاظت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء عمر سے ہی اللہ کی عبادت اور ریاضت میں منہمک رہے اور پوری زندگی اللہ کی عبادت اور اخلاق رذیلہ سے حفاظت کے ساتھ گزاری۔ مشہور سیرت نگار ابن ہشام فرماتے ہیں:

"پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں جوان ہوئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت اور نگرانی فرماتے تھے اور جاہلیت کی تمام گندگیوں سے آپ کو پاک اور محفوظ رکھتے تھے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوچکا تھا کہ آپ کو نبوت و رسالت اور ہر قسم کی عزت و کرامت سے سرفراز فرمائے' یہاں تک کہ آپؐ مردِ کامل ہوگئے مروت و حسن خلق' حسب و نسب' علم بردباری' راست بازی اور صداقت و امانت میں سب سے بڑھ گئے اور اخلاق رذیلہ سے انتہائی درجہ دور ہوگئے' یہاں تک کہ آپؐ امین کے نام سے مشہور ہوگئے۔"

(سیرۃ ابن ہشام ۱/۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ نے کبھی کسی بت کی پوجا کی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں' پھر پوچھا گیا کہ کبھی آپ نے شراب پی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں' اور یہ بھی فرمایا کہ میں ہمیشہ سے ان چیزوں کو کفر سمجھتا تھا' اگرچہ مجھ کو کتاب اور ایمان کا علم نہ تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۱/۱۱۸)

زید بن حارث فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے تو اساف اور نائلہ (دو بتوں کے نام تھے) کو چھوتے تھے۔ ایک بار میں نے آپ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا' جب ان بتوں کے پاس سے گزرا تو ان کو چھوا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو منع کیا' میں نے اپنے دل میں کہا کہ دیکھوں تو سہی ان کو چھونے سے کیا ہوتا ہے؟ اس لئے دوبارہ ان کو چھوا آپ نے پھر ذرا سختی سے منع فرمایا' کیا تم کو منع نہیں کیا تھا؟ زید فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اس کے بعد کبھی کسی بت کو ہاتھ نہیں لگایا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اور آپ پر اپنا کلام اتارا۔ (سیرۃ مصطفیٰ ۱/۱۱۸)

نوجوان غلام اور ملازم کی عبادت:

امام غزالی نے مکاشفۃ القلوب میں ایک جوان غلام اور ملازم کی عبادت کا تذکرہ اس طرح فرمایا ہے کہ ایک شخص نے ایک نوجوان غلام خریدا تو غلام نے یہ شرطیں لگائیں:

۱:...... جب فرض نماز کا وقت ہوجائے گا تو آپ مجھے فرض نماز پڑھنے سے منع نہیں کرسکتے۔

۲:...... میں آپ کا کام صرف دن' دن میں کرسکتا ہوں' رات میں کام سے آزاد ہوں گا۔

۳:...... میرے لئے ایک الگ کمرہ ہوگا' جس میں میرے علاوہ کوئی دوسرا داخل نہیں ہوسکتا۔

مالک نے تینوں شرطیں منظور کرلیں اور گھر لے جاکر غلام سے کہا کہ گھر میں تم خود دیکھ لو کون سا کمرہ تم کو پسند ہے تو اس غلام نے گھر کے تمام کمروں میں سے ایک نہایت خراب ویران سا مرمت کے لائق کمرہ پسند کیا۔ مالک نے کہا ایسا خراب کمرہ کیا کروگے' تو غلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں خراب اور ویران کمرہ بستان اور باغیچہ ہے' اب وہ غلام دن میں مالک کی خدمت کرتا تھا اور رات میں اس کمرہ میں تنہائی میں اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ ایک رات مالک نے سوچا کہ دیکھتا ہوں کہ یہ اس کمرہ میں تنہائی میں کیا کرتا ہے' تو دیکھا وہ نوجوان سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور اس کے سر پر آسمان و زمین کے درمیان نور کی قندیل لٹک رہی ہے' اور وہ یہ کہہ رہا تھا:

اے بار الٰہ! اگر مالک کی خدمت لازم نہ ہوتی تو میں رات و دن تیری ہی عبادت میں لگا رہتا۔"

پھر مالک نے اپنی بیوی کو یہ منظر دکھایا' مالک اور اس کی بیوی یہ منظر دیکھ کر خوب روئے اور کہا کہ اللہ کے واسطے ہم نے تم کو آزاد کردیا' تاکہ تم سارا وقت حقیقی آقا کی عبادت میں گزار سکو' اس کے بعد فوراً نوجوان نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی:

"اے اللہ! یہ میرے اور آپ کے درمیان ایک راز تھا' اب راز فاش ہوجانے کے بعد اس دنیا میں زندہ رہنا نہیں چاہتا۔"

اے رازداں! بیشک اب راز دوسروں پر ظاہر ہوچکا ہے

اور میں راز ظاہر ہوجانے کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتا پھر نوجوان نے کہا:

"اے بار الٰہ! اب تو مجھ کو موت دیدے" چنانچہ اسی وقت اس کی روح پرواز کرگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔" (مکاشفۃ القلوب امام غزالیؒ:۳۹' بحوالہ نور ہدایت ۲۳۶/۲۳۵)

وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو:

ورجل قلبہ معلق بالمساجد: تیسرا شخص جسے عرش عظیم کا سایہ نصیب ہوگا' وہ ہے جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو اور اسے ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی ہو کہ کہیں نماز قضا نہ ہو جائے اور جماعت چھوٹ نہ جائے' غرضیکہ ایسا نمازوں کا عاشق و محافظ کہ کوئی نماز قضا نہیں ہونے دیتا' ہر نماز کو وقت پر ادا کرنے کا اہتمام اور دوسری نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے' تو ایسے بندے کو بھی اللہ تعالیٰ میدان محشر کی سخت دھوپ اور تیز گرمی و پریشانی میں عرش کا سایہ عطا فرمائے گا تا کہ نمازوں کے اس محافظ اور اللہ کے گھر سے تعلق رکھنے والے کو کسی قسم کی تکلیف و مشقت برداشت نہ کرنا پڑے' قبل اس کے کہ بعض ایسے حضرات کی زندگی کے نقوش پیش کئے جائیں جنہوں نے نمازوں کی حفاظت کی اور ہر نماز کو وقت پر ادا کرکے عرش کے سائے کے مستحق بن گئے' مسجد سے تعلق اور دل لگانے کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

مسجد سے تعلق اور دل لگانے کے فوائد:

مسجد اسلام کی عمارت کے ان اہم ترین ستونوں میں سے ہے' جس پر اسلامی معاشرہ کی تعمیر کا دارومدار ہے' اس لئے ایک مومن کو مسجد سے تعلق اور لگاؤ رکھنا نہایت ضروری ہے۔

مسجد سے تعلق رب کریم سے مضبوط رشتہ کی علامت ہے' مسجد آنے جانے اور اس کی طرف سے ہر وقت رجوع کرنے میں بے شمار فوائد ہیں۔ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا میں تم لوگوں کو وہ چیز نہ بتلاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرتے ہیں اور درجات بلند فرماتے ہیں' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ضرور بتلایئے' آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تکلیف کے وقت وضو کا اچھی طریقہ سے کرنا اور مسجدوں کی جانب کثرت سے چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ گناہوں سے محفوظ رہنے کے قلعے ہیں۔" (مسلم:۱/۱۷۱' ترمذی:۱/۱۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

"جس شخص نے اپنے گھر میں وضو کیا' پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہاں اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضے کو ادا کرے تو اس کے قدموں میں سے ہر ایک قدم پر ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔" (مسلم شریف:۱/۲۳۵)

مسجد آنے جانے والوں کو قیامت کے دن کامل و مکمل نور کی بشارت دی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی ہے:

"تاریکیوں میں مسجد جانے والوں کو قیامت کے دن کامل و مکمل نور کی بشارت دے دیجئے۔"

(ابوداؤد:۱/۸۳' ترمذی شریف:۱/۵۳)

مسجد سے تعلق رکھنے اور لگاؤ رکھنے والوں کو دنیا میں بھی رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ کی روشنی نصیب ہوئی۔ایک حدیث شریف میں ہے:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے دو آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے سخت تاریک رات میں نکل پڑے' ان میں سے ایک عباد بن بشرؓ اور دوسرے اسید بن حضیرؓ تھے تو ان دونوں کے ساتھ دو نور کی روشنی چراغ اور ٹارچ کی چمک کی طرح چمکتی ہوئی دونوں کے آگے آگے چلنے لگی اور جب دونوں نے الگ الگ راستہ اختیار کر لیا تو دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک روشنی چلتی رہی' یہاں تک کہ دونوں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔" (بخاری شریف)

مسجدوں سے تعلق رکھنے والوں اور اس کی طرف رجوع کرنے والوں کے لئے مذکورہ احادیث مبارکہ میں بہت سے فوائد بیان کئے گئے ہیں' اس لئے ہر مسلمان کو اللہ کے گھروں کے ساتھ رابطہ کرنے کی کوشش کرنا چاہئے' تاکہ اللہ رب العزت سے اس کا رشتہ مضبوط ہو اور آخرت کے سخت اور پریشان کن لمحات میں سکون و چین نصیب ہو۔

☆☆..........☆☆

قادیانیوں اور لادین فتنوں کی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کے لئے ہفت روزہ "ختم نبوت" کا مطالعہ کیجئے اور ہفت روزہ "ختم نبوت" میں اشتہارات دے کر جہاں آپ اپنی تجارت کو فروغ دیں گے وہاں آپ اس کار خیر میں حصہ لے کر انشاء اللہ العزیز دنیا و آخرت میں رفع درجات کا سبب ہوگا۔

"محمد رسول اللہ" کا قادیانی تصور

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سلسلۂ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ آپ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوگا' بلکہ آپ ہی کی رسالت و نبوت کا دور قیامت تک باقی رہے گا۔

اور یہ بھی نہیں کہ ایک بار تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کی حیثیت سے مکہ میں مبعوث کیا جائے اور پھر کسی زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری بار خلعت نبوت سے آراستہ کر کے کسی اور جگہ بھیجا جائے۔ نہیں! بلکہ آپ کی پہلی بعثت ہی ایسی کافی و شافی تھی کہ وہ قیامت تک قائم و دائم رہے گی' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا آفتاب رہتی دنیا تک تاباں و درخشاں رہے گا' نہ وہ کبھی غروب ہوگا' نہ اس کے بعد دوبارہ سلسلۂ نبوت جاری کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی کی حیثیت سے دنیا میں دوبارہ آنا منجانب اللہ مقدر تھا' چنانچہ ایک دفعہ چھٹی صدی مسیحی میں آپ محمد کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے اور دوسری بار انیسویں صدی مسیحی کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں' قادیان (ضلع گورداسپور' مشرقی پنجاب) میں آپ کو مبعوث کیا گیا' لیکن یہ دوسری دفعہ کی بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شکل میں نہیں ہوئی بلکہ اس بار مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں آپ کا ظہور ہوا۔ آپ کے اسی ظہور کو مرزا قادیانی کی "خاص اصطلاح" میں "ظل" اور "بروز" کہا جاتا ہے۔

اس عقیدے کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہونے کی وجہ سے بعینہٖ "محمد رسول اللہ" ہیں' ان کا وجود بعینہٖ محمد رسول اللہ کا وجود ہے اور ان کی آمد بعینہٖ محمد رسول اللہ کی آمد ہے۔ فرق ہے تو صرف یہ کہ پہلی تشریف آوری میں آپ محمد تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دوسری میں آپ کا نام غلام احمد (یا قادیانی اصطلاح میں صرف احمد) ہے۔ پہلی بعثت مکہ میں ہوئی تھی اور دوسری قادیاں میں' پہلی بعثت جلالی تھی اور دوسری جمالی...... مرزا قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری (قادیانی) بعثت کا عقیدہ ایسی تکرار و اصرار اور صراحت و وضاحت سے درج کیا ہے کہ یہ عقیدہ قادیانی جماعت کا "مخصوص ترانہ" بن گیا اور ان کے عقیدت مند ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرنے لگے کہ "مرزا محمد است وعین محمد است"۔

"صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا"

(الفضل ۲۸/مئی ۱۹۲۸ء)

"اے میرے پیارے میری جان رسول قدنی
تیرے صدقے تیرے قرباں رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی"

(الفضل قادیان مورخہ ۱۶/اکتوبر ۱۹۲۲ء)

"مصطفیٰ میرزا بن کے آیا" اور "تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی" کے نعرے خالی از علت نہیں تھے' بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ۲۰ سالہ تعلیم و تلقین کے ثمرات تھے۔ اس سلسلہ کی تفصیلات آگے آرہی ہیں تاہم مزید تشریح کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کے اکابر کے چند حوالے یہاں بھی پڑھ لیجئے:

۱:...... "اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار (چھٹی صدی مسیحی) میں مبعوث ہوئے' ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں (قادیان میں) مبعوث ہوئے' اور یہ قرآن سے ثابت ہے' اس میں انکار کی گنجائش نہیں اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنی سے سر نہیں پھیرتا...... اور

جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی‘ پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔“ (خطبہ الہامیہ ص۱۸۰‘۱۸۱ روحانی خزائن ص۲۷۰‘۲۷۱ ج۱۶)

۲:......”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا‘ جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔“ (تحفہ گولڑویہ طبع اول ص۹۴ خزائن ص۲۴۹ ج۱۷)

۳:......”جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔“ (خزائن ص۲۵۴ ج۱۷ تحفہ گولڑویہ ص۹۶)

۴:......”غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعث مقدر تھے ایک بعث تکمیل ہدایت کے لئے‘ دوسرا بعث تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔“ (خزائن ص۲۶۰ ج۱۷ تحفہ گولڑویہ ص۹۹)

۵:......”پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے...... اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جس طرح نبی کریم کو امیوں یعنی مکہ والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائے گا‘ جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی‘ لیکن چونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاوے تو اسے پھر دنیا میں لایا جاوے...... پس یہ وعدہ اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی کے لئے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپؐ کے کمالات نبوت سے پورا حصہ لیا ہو‘ اور جو حسن اور احسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ کا مشابہ ہو‘ اور جو آپ کی اتباع میں اس قدر آگے نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بن جائے تو بلا ریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریم کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی۔ حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں...... تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتارا۔“ (کلمۃ الفصل ص۱۰۴‘۱۰۵ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

۶:......پس وہ جس نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو وجودوں کے رنگ میں لیا‘ اس نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی مخالفت کی‘ کیونکہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کہتا ہے ”صار وجودی وجودہ“ (میرا وجود آپ ہی کا وجود بن گیا ہے) اور جس نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کریم میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قدم مارا کیونکہ مسیح موعود صاف فرماتا ہے کہ ”من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی ومارانی“ (جس نے میرے اور مصطفٰی کے درمیان فرق کیا اس نے مجھے نہ دیکھا اور نہ پہچانا)۔“ (دیکھو خطبہ الہامیہ ص۱۷۱ خزائن ص۲۵۸ ج۱۶) اور وہ جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا۔“ (کلمۃ الفصل ص۱۰۵)

ان حوالوں سے واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں اور یہ کہ آپ کی دوسری بعثت قادیان میں مرزا غلام احمد کی شکل میں ہوئی۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی ”عین محمد“ ہیں اور یہ عقیدہ قادیانی جماعت کے ذہنوں میں کس حد تک راسخ ہے؟ اس کا اندازہ ایک قادیانی کے مندرجہ ذیل تاثر سے کیجئے:

ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور شروع ہی میں اس کو خدا اور خدا کے رسول پاک کا نام سنایا جاتا ہے‘ لیکن یہ بات میرے ساتھ ہوئی میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ ”مسیح موعود محمد است وعین محمد است۔“ (الفضل قادیان ۱۷/اگست ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۶۸ طبع پنجم)

(جاری ہے)

عالمی خبروں پر ایک نظر

مولانا محمد حسین ناصر کا تبلیغی دورہ کنڈیارو و پنو عاقل

کنڈیارو (پ ر) کنڈیارو اور پنو عاقل کی مختلف مساجد میں جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ اسلام امن کا درس دیتا ہے اور مسلمان امن کا داعی ہے' آج ہمیں انتہا پسندی کا طعنہ دینے والے حکمران اپنے گریبانوں میں دیکھیں اور اپنے آقاؤں کے کرتوت دیکھیں' جنہوں نے قرآن پاک کی توہین کی انتہا کردی' آج پوری دنیا کے یہود ونصاریٰ وقادیانی یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ مسلمانوں کی طرف کبھی بھی ان کے نبی یا کتاب کی توہین کی گئی ہو' ہم جس طرح حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں' اسی طرح حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ علیہما السلام پر ایمان لاتے ہیں' ہم جس طرح قرآن پاک کی عظمت کو مانتے ہیں' اسی طرح دوسری آسمانی کتابوں کو مانتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ یہود و نصاریٰ قرآن پاک اور صاحب قرآن کی خود بھی توہین کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اگر کوئی اور توہین کرے تو ان کو تحفظ بھی دیتے ہیں' جیسے امریکا و برطانیہ قادیانیوں کو پناہ دے رہے ہیں' تحفظ دے رہے ہیں اور ہم اگر اس پر احتجاج کریں تو اپنے اور پرائے ہمیں دہشت گرد کہتے ہیں:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

دریں اثناء کراچی کے ایک اخبار نے ایک بڑی خبر لگائی کہ ضلع نوشہرو فیروز میں چار سو مسلمانوں کو قادیانی بنالیا' مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا محمد حسین ناصر کنڈیارو گئے وہاں کے علماء کرام سے ملے' قادیانیوں کی سرگرمیوں سے متعلق معلومات کی تو انہوں نے بتایا کہ کنڈیارو کمال ڈیرو سے تین آدمیوں کو قادیانی چناب نگر لے گئے تھے' ابھی تک ان کا پتا نہیں وہ کہاں ہیں؟ اور اخبار نے جن چار سو مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی خبر لگائی وہ پتا نہیں کس دنیا میں رہتے ہیں۔ مولانا محمد حسین ناصر' قادیانیوں کے گاؤں ماہی بھاں میں بھی گئے' وہاں ان کی عبادت گاہ اور تبلیغ کا سلسلہ بھی ہے' لیکن جو اخبار لکھتا ہے وہ نہیں ہے اور اخبار کو اتنا بھی پتا نہیں ہے کہ قادیانیوں کو احمدی کہنا یہ بھی جرم ہے۔ اخبار لکھتا ہے کہ جماعت احمدیہ نے چار سو مسلمانوں کو قادیانی بنالیا' ہم اس اخبار سے پوچھتے ہیں کہ ہمیں بتاؤ کہ وہ لوگ کہاں ہیں تاکہ ہم ان کو قادیانیت کے فتنہ سے بچائیں' ان کو جہنم سے بچائیں' لیکن بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ یہ نہیں بتائیں گے کیونکہ دو سال پہلے بھی اس اخبار نے خبر لگائی تھی کہ کراچی میں ہزاروں لوگ قادیانی ہوگئے' جب اس اخبار سے رابطہ کیا اور پوچھا کہ وہ لوگ کہاں ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہمیں پتا نہیں ہمیں ٹیلیفون آیا تھا کہ اتنے لوگ قادیانی ہوگئے اور ہم نے خبر لگادی۔

قادیانی عناصر فرقہ واریت میں ملوث ہیں: حکیم عبدالواحد بروہی

گمبٹ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے بزرگ رہنما مولانا محمد اسحاق ساقی کو قادیانیوں نے اغوا کرکے سخت تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی عناصر دہشت گردی اور فرقہ واریت میں ملوث ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے امیر حکیم عبدالواحد بروہی' جنرل سیکریٹری عبدالسمیع' پریس سیکریٹری عبداللطیف شیخ' انجینئر جاوید احمد' عبدالصمد مدنی اور حافظ عبدالقیوم نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا اور انہوں

نے کہا کہ یہ قادیانیوں کی کھلی دہشت گردی ہے۔فوج' بیوروکریسی اور انٹیلی جنس اداروں سے قادیانی افسران کو نکال دیا جائے تو یقینی طور پر ملک میں ہونے والی دہشت گردی اور فرقہ وارانہ فسادات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔آخر میں انہوں نے شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت نے قادیانیوں کی طرف سے کی جانے والی اس قسم کی دہشت گردی کی وارداتوں کو کنٹرول نہ کیا تو حالات کی تمام تر ذمہ داری مقامی انتظامیہ پر ہوگی اور مولانا ساقی کو اغوا کرنے والے قادیانیوں کو سخت سزادی جائے تاکہ آئندہ کوئی قادیانی غنڈہ ایسی جرأت نہ کرسکے۔دریں اثناء پاکستان کے قانون میں قادیانی نہ اذان دے سکتے ہیں نہ تبلیغ کرسکتے ہیں نہ خود کو مسلمان ظاہر کرسکتے ہیں' کنڈیارو میں کمال دیرو ماہی بھاں میں اکبر گوپانگ قادیانی مسلمانوں کو تبلیغ کررہے ہیں' جس کو فوری طور پر گرفتار کرکے ۲۹۸۔بی کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے امیر حکیم عبدالواحد بروہی' جنرل سیکریٹری عبدالسمیع شیخ' پریس سیکریٹری عبداللطیف شیخ' ڈاکٹر عبدالرحمٰن' حافظ عبدالصمد اور انجینئر جاوید احمد نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا اور انہوں نے کہا کہ ملک میں ہونے والی دہشت گردی میں قادیانی ملوث ہیں اور حکومت کھلے عام قادیانیوں کی سرپرستی کررہی ہے۔قادیانیوں کو لگام دیئے بغیر ملک میں امن وامان کی صورتحال میں بہتری ناممکن ہے۔اس لئے قادیانیوں کو آئین وقانون کا مکمل پابند بنایا جائے اور انہوں نے مزید کہا کہ ہم اپنے ملک میں قادیانیوں کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔قادیانیت ملت اسلامیہ کے لئے ایک ناسور ہے اور ایمان کے لئے زہر قاتل ہے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام دشمن قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔آخر میں انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے باغی قادیانیوں کا عالمی وسیاسی سطح پر تعاقب کیا جائے گا اور حکومت کو چاہئے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے ورنہ کچھ بھی ہوسکتا ہے' جس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔

ایمان کے معاملے میں کفر سے کوئی نرمی نہیں برتی جاسکتی: مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری

گوجرانوالہ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ دنیا بھر کا طاغوت اکٹھا ہوکر بھی مسلمانوں سے ایمان کی نعمت کو نہیں چھین سکتا۔ایمان کے لئے مسلمان جان تک قربان کردیتے ہیں۔ایمان کے معاملے میں کفر سے کوئی نرمی نہیں برتی جاسکتی۔مرزائی دنیائے کفر کی نمائندہ اور ایجنٹ قوت ہے' جس کے مقابلے کے لئے دنیا بھر میں ۹۷ باقاعدہ اور ہزاروں بے قاعدہ مبلغین تحفظ ختم نبوت کا کام کررہے ہیں۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے جدید دفتر و دارالمطالعہ دارالعلوم ختم نبوت ککنی والا کا افتتاح کرتے ہوا کیا۔افتتاحی تقریب کی صدارت ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت الحاج حافظ بشیر احمد نے کی۔تقریب حافظ محمد انور کی تلاوت' حافظ ابوبکر اشرف کی نعت سے شروع ہوئی' اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سید احمد حسین زید نے انجام دیئے۔انہوں نے کہا کہ دارالعلوم دیوبند ایک تحریک کا نام ہے' جس کی شاخوں نے دنیا بھر میں باطل قوتوں کے مقابلہ کی ٹھان رکھی ہے۔دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے ۱۹۳۵ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کرکے تحریک ختم نبوت کا باقاعدہ آغاز کیا' پانچ سو سے زائد جید علماء کرام نے اسی وقت قادیانیت کے مقابلہ کے لئے امیر شریعت کے ہاتھ پر بیعت کی۔تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین حافظ محمد ثاقب لاہور کے مبلغ مولانا عزیزالرحمٰن ثانی' سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر' گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی اور دیگر جید علماء کرام اور معزز حضرات نے شرکت کی' تقریب کا اختتام دعائے خیر پر ہوا۔

قرآن کے تقدس کو ہر حال میں اجاگر کریں گے: قاضی احسان احمد

گوجرانوالہ (پ ر) قرآن کے تقدس کو ہر حال میں اجاگر کریں گے۔قرآنی تعلیمات مینارۂ نور ہیں۔دنیائے انسانیت اس سے رہنمائی حاصل کرے۔قرآن کریم نے ہر دور میں انسانیت کی رشد وہدایت کا سامان مہیا کیا ہے' جب بھی کسی مقدروالے نے اس کے معانی اور مطالب پر غور کیا ہے رب کریم نے اس کو نور ایمان سے منور کردیا۔آج دنیائے عیسائیت قرآن کی بے حرمتی کرکے اپنے خبث باطن کا ثبوت دے رہی ہے۔ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ قاضی احسان احمد نے گوجرانوالہ دورہ پر کل جماعتی حرمت قرآن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔یہ کانفرنس شیرانوالہ باغ میں ہوئی' رات کو مولانا نے دفتر میں قیام کیا' صبح ہفتہ کو مولانا محمد فیاض مدنی مبلغ گوجرانوالہ کی معیت میں سیالکوٹ دفتر تشریف لے گئے اور وہاں سے مولانا اسلام آباد کی طرف روانہ ہوئے' اس طرح ان

کا دورہ اختتام پذیر ہوا۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی نے ضلع حافظ آباد' چنڈی بھٹیاں' جلال پور بھٹیاں' بھڑی شاہ رحمان' نوشہرہ ورکاں' جھنگے عالی کا تبلیغی دورہ کیا اور مختلف مساجد میں مولانا نے بیان کیا۔ چنڈی بھٹیاں کی مرکزی شاہی مسجد میں مولانا نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔ مولانا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کا وجود آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا نشان ہے' ہماری ایمانی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک بھی قادیانی یہاں پر اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کر سکے' لیکن ہم ملک میں امن و امان کی فضا کو خراب نہیں کرنا چاہتے۔ ہماری حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قادیانیوں کو لگام دے۔ مولانا نے کہا کہ قادیانی کسی مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ قادیانیت نام ہے بے غیرتی کا' قادیانیت نام ہے امت مسلمہ کے دشمن اور یہود و نصاریٰ کے ایجنٹوں کا' لہٰذا تمام مسلمان متحد ہو کر اس فتنہ کا مقابلہ کریں' آج قادیانی اور ان کے ایجنٹ ملک میں امن و امان کی فضا خراب کر رہے ہیں۔ اس تبلیغی دورے میں سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر بھی ہمراہ تھے۔ مدرسہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں ضلع گوجرانوالہ کے جید علماء کرام کا اجلاس ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کی نمائندگی مولانا محمد فیاض مدنی اور حافظ ثاقب صاحب نے کی۔ مولانا محمد فیاض مدنی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک کے اندر بہت سے فتنے ہیں' ان میں سے ایک فتنہ فتنۂ قادیانیت بھی ہے جو امت کا سب سے خطرناک فتنہ ہے' آج مرزائی سرعام تبلیغ کر رہے ہیں اور حکومت کی سرپرستی میں غنڈہ گردی کر رہے ہیں۔ غنڈہ گردی کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ جمعہ والے دن بہاولپور کے مبلغ مولانا اسحاق ساقی پر حاصل پور کے چک میں خطبہ جمعہ کے بعد واپسی پر مولانا کو مرزائی غنڈوں نے اغوا کیا اور ان پر تشدد کیا اور نیم مردہ حالت میں چھوڑ کر چلے گئے' اس وقت مولانا ہسپتال میں زیر علاج ہیں' ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے ان دہشت گردوں کو فی الفور گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے ورنہ مرکز جو فیصلہ کرے گا ہم اس کے پابند ہوں گے' آخر میں تمام علماء کرام نے اس قرارداد کو منظور کیا کہ دہشت گردوں کو فی الفور گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے ورنہ گوجرانوالہ کے علماء سڑکوں پر نکل آئیں گے۔

شیزان سمیت تمام قادیانی و امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے

(مولانا عبدالحکیم نعمانی)

چیچہ وطنی (نامہ نگار) شیزان سمیت تمام قادیانی و امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا دینی حمیت اور موجودہ وقت کا ایک تقاضا ہے۔ اسلامی مشروبات اور پاکستانی مصنوعات کو اپنایا جائے تاکہ ہمارے مال سے ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں میں ہمارا حصہ نہ پڑے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالحکیم نعمانی نے جامع مسجد چک ۱۴۱۔ ایل/۹ میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر حضرت مولانا قاری محمد اشرف بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دراصل تکمیل دین ہے اور ختم نبوت کے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف کسی قادیانی و یہودی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت میں اتحاد امت کا راز بھی مضمر ہے۔ گستاخان رسول اور فتنہ قادیانیت کے خلاف تمام امت مسلمہ کا مشترکہ پلیٹ فارم قادیانیوں کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹکتا ہے' یہ سیکولر قادیانی طاقتیں اور لادین عناصر امت مسلمہ کے خالصتاً فروعی مسائل کو ہوا دے رہے ہیں' تمام مسلمان باہم دست و گریباں اور اختلافات کے گرداب میں پھنسے رہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ جناب گر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مکمل عملدرآمد کیا جائے۔

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ شامل کرنے کی طرح قومی شناختی کارڈ میں بھی مذہب کا خانہ کندہ کیا جائے

خانیوال (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا ہے کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ شامل کرنے کی طرح قومی شناختی کارڈ میں بھی مذہب کا خانہ کندہ کیا جائے اور قادیانی اوقافوں کو حکومتی تحویل میں لیا جائے' جیسے دیگر غیر مسلموں کے اوقاف حکومتی تحویل میں ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتد کی شرعی سزا' سزائے موت نافذ کی جائے' وہ یہاں جامع مسجد بستی سراجیہ میں جمعۃ المبارک کے مثالی اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر حافظ محمد رفیق' چودھری محمد امین اور مولانا عبدالستار بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت سیٹ اپ میں موجود قادیانیوں اور دین دشمن سیکولر ایجنٹوں کو برطرف کیا جائے اور کلیدی پوسٹوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ قادیانیوں کو اسلامی شعائر اور دینی اصطلاحات کے استعمال سے روکا جائے۔ بعد ازاں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی نے خانیوال کی

مقامی جماعت کے نظم ونسق کو چیک کیا اور مقامی عہدیداران سے جماعتی وتنظیمی امور پر تبادلۂ خیال کیا اور وہاں سے میاں چنوں اور کچا کھوہ کے دورہ پر روانہ ہوگئے۔

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ عصر حاضر کی اہم ترین ضرورت ہے

(مولانا عبدالحکیم نعمانی)

ساہیوال (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ عصر حاضر کی اہم ترین ضرورت ہے۔ مرتے دم تک ہم فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کرتے رہیں گے' کسی قیمت پر بھی اس مشن عظیم کو نہیں چھوڑیں گے' وہ یہاں ساہیوال میں اخبار نویسوں سے گفتگو کررہے تھے۔ مقامی جماعت کے عہدیداران محمد اسلم بھٹی اور محمد آصف راجپوت بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی بین الاقوامی طاغوتی اداروں کے روبرو اپنی نام نہاد مظلومیت کا واویلا کرکے اور انسانی حقوق اور مذہبی آزادی کے نام پر یہ گروہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرکے اقوام عالم کو گمراہ کررہے ہیں۔ قادیانی گروہ پاکستان میں حکومت کی مکمل سرپرستی میں رہتے ہوئے بھی آئین پاکستان کی کھلم کھلا خلاف ورزی کررہا ہے' اور وہ پاکستان کے آئین کو تسلیم کرنے کی بجائے پاکستان کا باغی ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے۔ انہوں نے کہا قادیانی ملک وملت کے غدار' استعماری قوتوں کے گماشتے اور یہودی طاقتوں کے آلہ کار ہیں اور مرزا قادیانی کی جھوٹی اور خانہ ساز نبوت بھی انگریز سامراج کی مرہون منت ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی اشتعال انگیز مذہبی کارروائیوں اور ارتدادی سرگرمیوں کو کنٹرول کیا جائے اور ان کی اسلام وملک دشمن سرگرمیوں کا تدارک کیا جائے۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے اور قادیانی اوقاف سرکاری تحویل میں لئے جائیں۔

قادیانی شرپسندوں کے حملہ کی وجہ سے عقیدۂ ختم نبوت اور دامنِ مصطفیٰ ﷺ کو نہیں چھوڑ سکتا: مولانا محمد اسحٰق ساقی

ساہیوال (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد ارشاد' قاری عبدالجبار' مولانا عبدالحکیم نعمانی' حافظ محمد اصغر عثمانی' محمد اسلم بھٹی اور حاجی محمد ایوب نے عالمی مجلس کے رہنما مولانا محمد اسحاق ساقی پر حاصل پور میں قادیانیوں کے حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے حکومت سے قاتلوں اور حملہ آوروں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ نیز مولانا محمد اسحاق ساقی نے حاصل پور کے ہسپتال سے مولانا عبدالحکیم نعمانی سے ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں قادیانی غنڈوں کے حملوں کی وجہ سے عقیدۂ ختم نبوت اور دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتا۔ قادیانیوں نے مجھ پر حملہ کرکے بزدلی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ ان رہنماؤں نے بہاولپور اور حاصل پور کی ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ مولانا محمد اسحاق ساقی ایک امن پسند' معتدل اور باوقار شخصیت ہیں۔ انہوں نے کبھی بھی امن کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا' لہٰذا مولانا پر حملہ کرنے والوں کو فی الفور گرفتار کرکے دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔ انہوں نے وارننگ دی ہے کہ اگر مولانا پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کو گرفتار نہ کیا گیا تو پیش آمدہ تمام تر صورتحال کی ذمہ دار قادیانی اور ضلعی انتظامیہ پر عائد ہوگی۔

مولانا عبدالحکیم نعمانی کے تبلیغی اسفار

چیچہ وطنی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال' نورشاہ اور اس کے مضافات میں تبلیغی دوروں پر تشریف لے گئے' جامع مسجد محمدیہ' عیدگاہ' جامعہ رشیدیہ' علوم شرعیہ' جامع مسجد مینار والی' جامع مسجد رابعہ' جامع مسجد قادری راشدی' جامع مسجد سبیل رحمت اور مدرسہ تعلیم الدین' جامع مسجد مدنی نورشاہ' جامع مسجد چک ۲۵' مدرسہ تعلیم الاسلام' جامع مسجد عثمانیہ لاری اڈا اور مدرسہ تعلیم القرآن کے علاوہ بیسیوں جگہوں پر ختم نبوت' حیات عیسیٰ اور ظہور مہدی جیسے اہم موضوعات وعنوانات پر درس ارشاد فرمائے۔ نوجوان نسل اور سادہ لوح مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت کے خطرناک عزائم اور فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کیا۔ دروس کے اختتام پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مطبوعہ لٹریچر بھی فری تقسیم کیا جاتا رہا' اس دوران مولانا عبدالحکیم نعمانی دینی مدارس کے سربراہان' مساجد کے خطباء' علماء اور مدرسین سے خصوصی ملاقاتیں کرکے اپنی تبلیغی اور جماعتی مصروفیات کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ تمام علماء کرام اور دینی مدارس کے سربراہان نے مولانا کی خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ دریں اثناء مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ان شہروں اور قصبات کی مقامی جماعت کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور جماعتی رفقاء اور احباب سے جماعتی' تبلیغی وتنظیمی امور پر مشاورت کی اور ملک میں قادیانیت کی تازہ ترین سرگرمیوں کے حوالے سے بھی تبادلۂ خیال کیا۔

دل میں محبت رسول نہیں تو سارے اعمال ضائع اور بے کار ہیں

(مولانا محمد اکرم طوفانی)

گمبٹ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

گمبٹ کے زیر اہتمام ایک تربیتی کنونشن جامع مسجد رحمانی میں منعقد ہوا' جس کی صدارت حضرت مولانا غلام محمد شیخ نے کی۔ پروگرام کے مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی تھے۔ انہوں نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر دل میں محبت رسول نہیں تو سارے اعمال ضائع اور بے کار ہیں' اس لئے سب سے پہلے محبت رسول اپنے دل میں بٹھائیں انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت جڑ ہے' اگر جڑ مضبوط ہے تو شاخیں بھی مضبوط ہیں' اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کریں اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے کام کریں۔ قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' کوئی بھی مسلمان خواہ اس کا کردار کتنا ہی گرا ہوا کیوں نہ ہو اپنے نبی کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ پروگرام کے آخر میں طوفانی صاحب نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب کے لئے اپنے مسلکی اختلافات بھلا کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحد ہوجائیں' حاضرین نے عزم کیا کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت کا ہر صورت میں تحفظ کریں گے اور قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کریں گے۔ دریں اثناء ہر مسلمان رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا چوکیدار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی کامیابی کا راز آپ ﷺ کے سنت طریقوں اور نقش قدم پر چلنے میں رکھا ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے شعبہ نشر واشاعت کے انچارج پروفیسر عبداللطیف شیخ' عبدالسمیع شیخ' حکیم عبدالواحد بروہی' ڈاکٹر عبدالرحمٰن' انجینئر جاوید احمد' حافظ عبدالحفیظ اور عبدالصمد مدنی نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا اور انہوں نے کہا کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے تمام مسلمان قیامت کے دن شفاعت کے حق دار بنیں گے۔ قادیانی لابی یہودی لابی سے مل کر دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ قادیانی گروہ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہر ملک کی حکومت کو مسلمانوں سے لڑایا جائے دفاع ختم نبوت کا کام کرنا سب سے بڑا فریضہ ہے اور انہوں نے مزید کہا کہ قادیانی لابی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس سے وابستہ علماء کرام اور مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھتی ہے' ہمارا یہ موقف رہا ہے کہ دنیا میں امن کی ضمانت صرف اسلام ہی دے سکتا ہے۔

مولانا محمد فیاض مدنی
مولانا فقیر اللہ اختر کا تبلیغی دورہ

گوجرانوالہ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی اور سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے علی پور چٹھہ' وزیر آباد' کیلیانوالہ' کاموکی' سادھوکی' باورے' رسول پور تارڑ' ہمبوکی' تاری والا' نوکھر منڈی' بخشش پورہ' سلیم پورہ کا تبلیغی دورہ کیا اور ان علاقوں کی مختلف مساجد کے اندر عقیدۂ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر دروس دیئے۔ مولانا محمد فیاض مدنی نے وزیر آباد کی مرکزی مسجد حنفیہ میں بعد نماز عشاء بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر دل میں محبت رسول ﷺ نہیں تو سارے اعمال ضائع اور بے کار ہیں' اس لئے سب سے پہلے محبت رسول ﷺ دل میں بٹھائیں۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ایمان کی جڑ ہے' اگر جڑیں مضبوط ہیں تو ایمان کی شاخیں بھی مضبوط ہیں' اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کریں اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے کام کریں۔ قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' کوئی بھی مسلمان اپنے نبی کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ اس کے علاوہ علاقے کے علماء کرام سے جماعتی امور کے بارے میں ملاقاتیں ہوئیں۔

بقیہ: اللہ پر مکمل بھروسہ

ہو جائے گا۔ شاعر نے شاید اسی صورت کو پیش نظر رکھ کر کہا تھا:

بتوں سے تجھ کو امیدیں اور خدا سے نو امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

ایک دوسری چیز جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے' وہ یہ ہے کہ قرن اول اور اس کے بعد کی صدیوں میں بھی مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ کوئی بڑا اقدام کرنے سے پہلے یا کسی غیر معمولی واقعہ اور نازک حالات میں جس میں مسلمانوں کے لئے بظاہر خطرہ نظر آتا ہے وہ پہلے اپنی طرف سے اطمینان کر لیتے پھر اس کے بعد گرد و پیش کا جائزہ لیتے۔ وہ دیکھتے تھے کہ ہم میں معصیت تو عام نہیں ہوگئی ہے' ہماری صفوں میں اختلاف و انتشار تو نہیں' ہمارے اندر حرص و طمع اور دنیا کی محبت تو پیدا نہیں ہوگئی ہے' اس طرف سے اطمینان ہوجاتا تھا تو ان کا تردد دور ہوجاتا تھا اور وہ محسوس کر لیتے تھے کہ "اذن لا یضیعنا" یعنی پھر اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہیں کرے گا۔

یہ انداز فکر وہ "شاہ کلید" ہے جس سے زندگی کا ہر قفل کھل سکتا ہے' ایک ایک چیز کے لئے فریاد کرنے' در در ہاتھ پھیلانے اور ہر کس و ناکس کی خوشامد کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اپنے ایمان' اپنے اخلاص' اپنے عمل اور اپنی قربانی سے اس خدا کو راضی کرنے کی فکر کی جائے جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور جس کے حقیقی نام لیواؤں اور جس کے نبی کے ادنیٰ غلاموں کا یہ حال ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنتیں اور حکومتیں ان کے سامنے مٹی کے گھروندوں اور سنگریزوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

☆☆..........☆☆

ظلم و بربریت

مولانا محمد ثانی حسنیؒ

عبرتوں کا تھا مرقع ذرہ ذرہ خاک کا
حسرتیں چھائی ہوئی تھیں ہر طرف نزدیک و دور

غم میں ڈوبی تھی فضا آب و ہوا مسموم تھی
رنج میں خاموش بیٹھے تھے درختوں پر طیور

رہ گزر سہمی ہوئی تھی قافلے بہکے ہوئے
لاشۂ بے جان کچھ تھے اور کچھ زخموں سے چور

چپہ چپہ پر بنے تھے خون کے نقش و نگار
قتل و غارت کی تھی کندہ داستاں بین السطور

ایک ذرہ خاک کا باچشم نم گویا ہوا
بے نوا میری سراپا درد اے مرد ''غیور''

جس زمیں کا میں ہوں ذرہ وہ ہے کتنی بدنصیب
گود میں اس کے ہوئے قتل کتنے بے قصور

کیا جوانِ صف شکن اور کیا ضعیف و ناتواں
اور کیا معصوم بچے خورد سال و بے شعور

پھول جیسے جسم شعلوں کے حوالے ہوگئے
عصمتوں کے آبگینے تک ہوئے اُف چور چور

ہوگئے گم قہقہے آہ و بکا میں ڈوب کر
دھوکا ہوتا تھا کہ برپا ہوگیا شور نشور

ظلم و حیوانیت بھی سر جھکائے شرم سے
بربریت جس پہ دل ہوں خود درندوں کے نفور

عہد حاضر کی ترقی؟ حال تو اس کا نہ پوچھ
آگیا اب آدمی کی آدمیت میں فتور

اے مسلماں تیرے دل سے ایک کرتا ہوں سوال
اس تباہی میں بتا پوشیدہ ہے کس کا شعور

اس ہلاک پر بھی محو خواب ہے تیری خودی
آنکھ تیری نم نہیں ہے دل ہے تیرا بے حضور

کارواں تیرا الٹا احساس بھی رخصت ہوا
آج تیری ہر ادا سے ہے ہلاکت کا ظہور

ہے ضرورت آج تجھ کو جرأت رندانہ کی
پیکر عزم و یقیں بن توڑ باطل کا غرور

آتش نمرود بنتی ہے گلستانِ خلیل
جب کہ ہوتا ہے دلوں میں جلوہ گرایماں کا نور

ہوگیا جو نذر شعلوں کے چمن تو کیا ہوا
پھر تر و تازہ انہیں شعلوں سے ہوگا نخل طور

جا نہیں سکتا کبھی بھی خونِ ناحق رائیگاں
ایک دن خونِ شہیداں رنگ لائے گا ضرور

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ہادی | عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام | لا نبی بعدی

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۵ تا ۲۵ شعبان ۱۴۲۶ھ بمطابق 10 تا 30 ستمبر 2005ء

داخلے یکم تا ۴ شعبان

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائیگا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 061/514122